بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

واقعۂ جمل

اور

افسانۂ جمل

مرتبہ

مسعود احمد

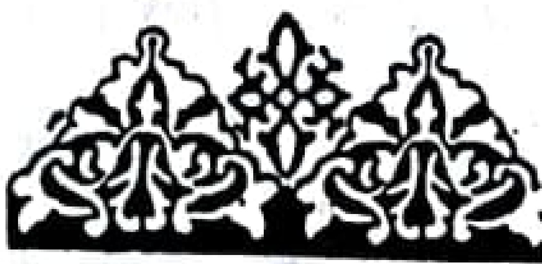
امام جماعت المسلمین

جماعت المسلمین

فی سبیل اللہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتابت ـــــــــــ عبدالحفیظ
سالِ طباعت ـــــــــــ ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۹۹۵ء
اشاعت ـــــــــــ اوّل
تعداد ـــــــــــ پانچ ہزار



شائع کردہ
ادارہ مطبوعاتِ اسلامیہ
۲/۱۶۲ ـ حسین آباد ـ فیڈرل بی ایریا، کراچی ۳۸
فون ۶۳۲۴۱۰۴ ـ ۶۳۲۳۳۶۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

واقعۂ جمل اور افسانۂ جمل

تمہید

ہر قسم کی تعریف، حمد و ثنا اللہ عزّ وجلّ جلّ جلالہ داعظم شانہ ذوالجلال والاکرام کے لئے زیبا وسزاوار ہے جس نے عالمِ انسانیت کی فلاح وبہبود کے لئے اپنے آخری نبی ورسول، امام الانبیاء، سید المرسلین، شفیع المذنبین، حبیبِ اللہ، بدر الدجیٰ، نور الہدیٰ، المرتضیٰ، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اور توسط سے اپنے قوانین کو انسانوں تک پہنچایا اور اپنے آخری رسول ونبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہی ان قوانین کو مثالی طور پر نافذ فرمایا۔

ان قوانین میں ایک قانون قانونِ قصاص ہے۔ یہ قانون ایسا عظیم الشان ہے کہ اس کے ذریعہ امنِ عالم برقرار رہتا ہے۔ اس قانون کے ذریعہ انسانوں کی جانیں، ان کی آبروئیں اور ان کی جلدیں محفوظ رہتی ہیں اور ان کے مال بھی محفوظ رہتے ہیں۔ اگر اس قانون کو نافذ نہ کیا جائے تو دنیا "ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ"[1] کا نقشہ پیش کرتی ہے نہ کسی کی جان محفوظ رہتی ہے اور نہ کسی کی آبرو۔ ظلم وتشدد کا بازار گرم ہو جاتا ہے اور دنیا مصیبت کدہ بن جاتی ہے۔

قانونِ قصاص کا نفاذ اتنا ضروری اور اتنا اہم ہے کہ اس کے لئے "لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ"[2] کی مصداق شعبۂ نسواں میں بہترین جماعت کی رکنِ رکین، بفحوائے آیۂ تطہیر طاہرہ مطہرہ خاتون اور بمصداق حدیث ثرید افضل النساء حبیبۂ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ وطاہرہ حریم اقدس سے نکل کھڑی ہوئیں اور وہ حادثہ پیش آیا جو جنگِ جمل کے غلط نام سے مشہور ہے۔ یہ جنگ نہیں تھی بلکہ ایک بلوہ تھا جیسا کہ آئندہ بیان کئے جانے والے واقعات سے ثابت ہوگا۔ اس واقعہ کو غلط نام ہی نہیں دیا گیا بلکہ اس کو اتنے غلط انداز میں پیش کیا گیا کہ صحابۂ کرام کی مقدس زندگیاں داغدار ہو گئیں۔ کم علم لوگ بغیر تحقیق اپنے اسلاف پر خود ہی برس پڑے۔ اگر کسی اہل علم نے مدافعت بھی کی تو معذرت خواہانہ انداز میں یہ کہا کہ ہمیں صحابۂ کرام کے مشاجرات میں خاموش رہنا چاہیئے۔ وہ اگر لڑے بھی تو نیک نیتی سے لڑے، ایک دوسرے کی گردنیں کاٹتے رہے تو اللہ تعالیٰ

---

[1] (لوگوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے) خشکی وتری میں (یعنی ہر جگہ) فساد پھیل چکا ہے (الروم - ۴۱)

[2] اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو (یعنی تمہاری شان ہر عورت سے برتر وبالا ہے) (الاحزاب - ۳۲)

کی رضاء کی خاطر۔ ان سے اگر غلطی بھی ہوئی تو اجتہادی غلطی ہوئی، وہ عنداللہ ماجور ہیں۔ یہ معذرت ایسی نہیں تھی کہ دل مطمئن ہو جاتا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ صحابہ کرام کے متعلق کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ کہا حتیٰ کہ بعض لوگوں نے بعض صحابہ کو منافق تک کہہ ڈالا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ ہم نے تاریخی افسانوں کو حقائق سمجھا، اُن کو اپنے سینوں سے لگایا۔ پھر کسی نے تو شرمندگی سے گردن جھکالی اور معذرت کر دی، کسی نے صحابہ کرام کو علی الاعلان طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا۔ اگر کسی نے صفائی بھی کی تو دشمنان اسلام کی روایت کردہ روایتوں ہی کا سہارا لیا حالانکہ یہ مضحکہ خیز بات تھی کہ جن دشمنوں کی کذب بیانی کی وجہ سے ہم نے صحابہ کرام کی خلاف شان روایتوں کو مسترد کیا تھا انہی کی بیان کردہ روایتوں کو صحابہ کرام کی صفائی میں پیش کیا اور ان روایتوں کو دشمنانِ اسلام کی کذب بیانی کی وجہ سے مسترد نہیں کیا۔ بہر حال صفائی بہت کم کی گئی۔ شانِ صحابیت کو داغدار بہت کیا گیا۔ وہی روایتیں جو دشمنانِ اسلام نے صحابۂ کرام کی شان کے خلاف گھڑی تھیں خوب پھلیں اور پھولیں۔ انہی کی اشاعت ہوئی۔ مستشرقین نے انہیں خوب اچھالا۔ عربی میں لکھی گئی کتبِ تواریخ کی بنیاد پر جو کتابیں دوسری زبانوں میں لکھی گئیں وہ انہی خود ساختہ بدنام کنندہ روایتوں کی آئینہ دار ہیں۔ اسکول اور کالج کے تعلیم یافتہ نوجوانوں نے مستشرقین کی کتابوں سے استفادہ کیا اور ان کو زیادہ قابل اعتبار سمجھا۔ انہوں نے افسانوی روایتوں پر اعتماد کیا اور طرح طرح کی باتیں بنائیں۔

گذشتہ ادوار میں کسی نے بھی قرآن مجید اور احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں صحابۂ کرام کی صفائی پیش نہیں کی۔ افسانۂ جمل کے افسانوں کو سن کر کسی نے بھی نہیں کہا: "سُبۡحٰنَکَ ھٰذَا بُہۡتَانٌ عَظِیۡمٌ"۔ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں جو لوگ اللہ تعالےٰ کے پسندیدہ تھے، جن کو جنت کی بشارت دی گئی تھی وہی لوگ مندرجہ ذیل آیت اور احادیث کی روشنی میں دوزخی اور کافر قرار پا رہے تھے لیکن کسی کو جرأت نہیں ہوئی کہ وہ ان افسانوں کو جعلی قرار دیتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَمَنۡ یَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَہَنَّمُ خَالِدًا فِیۡہَا وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَلَعَنَہٗ وَاَعَدَّ لَہٗ عَذَابًا عَظِیۡمًا ○ (النسآء - ۹۳)

اور جو شخص کسی مؤمن کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے۔ اس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اللہ نے اُس پر لعنت کر دی ہے اور اس کے لئے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

سِبَابُ الۡمُسۡلِمِ فُسُوۡقٌ وَقِتَالُہٗ کُفۡرٌ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

مسلم کو برا کہنا گناہ ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا :-

لَا تَرْجِعُوا بَعْدِیْ کُفَّارًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ (صحیح بخاری)

میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

اِذَا الْتَقَی الْمُسْلِمَانِ بِسَیْفَیْہِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ۔ (صحیح بخاری)

جب دو مسلم اپنی اپنی تلواریں لے کر مقابلہ کریں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام جو نام نہاد جنگ جمل میں شریک تھے ان کو مندرجہ بالا آیت اور احادیث کی زد سے کیسے بچایا جائے تو جواب ملتا ہے خاموشی اختیار کی جائے۔ یہ جواب قطعًا تسلی بخش نہیں۔ صحیح جواب یہ تھا کہ تاریخی واقعات کا کوئی اعتبار نہیں۔ تاریخ نے صحابہ کرام کے متعلق جو افسانے پیش کئے ہیں وہ " ھٰذَا اِفْکٌ مُّبِیْنٌ " کے پوری طرح مصداق ہیں۔

محدثین اور واقعۂ جمل

امام ابوبکر بن ابی شیبہ کے علاوہ محدثین نے اس واقعہ کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی۔ امام ابوبکر ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب "مصنف ابن ابی شیبہ" میں اس سلسلہ کی کافی روایتیں جمع کیں اور ان کو "کتاب الجمل" کے عنوان کے تحت درج کیا۔ امام ابوبکر کی روایت کردہ روایات میں سے اکثر روایات کی سندیں کافی حد تک واقعہ کے آخری راوی تک قابل اعتماد ہیں لیکن واقعہ کے آخری راوی سے آگے سندیں غائب ہیں۔ واقعہ کا آخری راوی نہ تو واقعۂ جمل میں شریک تھا اور نہ اُس نے واقعۂ جمل کے شرکاء تک سند پہنچائی۔ بعض شارحین حدیث نے واقعہ کے آخری راوی تک سند کے صحیح ہونے کی بنیاد پر اُس راوی کی روایت کے صحیح ہونے کا فیصلہ کر دیا حالانکہ یہ فیصلہ صحیح نہیں تھا۔ ہم نے ایسی تمام روایتوں کو جو شرکائے جمل تک نہیں پہنچتیں مسترد کر دیا۔

مؤرخین اور واقعۂ جمل

(۱) عمر بن شبہ نے اپنی کتاب "اخبار البصرہ" میں تفصیل سے واقعۂ جمل کا حال لکھا ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اخبار البصرہ کے حوالہ سے متعدد روایتیں نقل کی ہیں اور ان میں سے بعض کو اس بناء پر صحیح کہا ہے کہ واقعہ کے آخری راوی تک سند صحیح ہے حالانکہ آخری راوی شریکِ واقعہ نہیں تھا۔

(۲) واقعۂ جمل کا سب سے زیادہ مواد امام محمد بن جریر طبری کی کتاب "تاریخ الامم والملوک" میں ملتا ہے۔ طبری کی تاریخ کا مرکزی راوی سیف بن عمر ہے۔ چند روایتوں کے راوی ابومخنف اور محمد بن عمر واقدی ہیں۔ ذیل میں ہم ان تینوں کے متعلق محدثین کی جرح نقل کرتے ہیں :-

سیف بن عمر :- یحییٰ بن معین کہتے ہیں ضعیف الحدیث ہے۔ ابو حاتم کہتے ہیں متروک الحدیث ہے۔ اس کی حدیث واقدی کی حدیث کے مشابہ ہے (واقدی مشہور کذاب ہے۔ اس کا حال آگے

آرہا ہے)۔ ابوداؤد نے کہا یہ کچھ نہیں۔ نسائی اور دار قطنی نے کہا ضعیف ہے۔ ابن عدی نے کہا اس کی عام روایتیں منکر ہیں۔ اس کا متابع کوئی نہیں۔ ابن حبان کہتے ہیں یہ اثبات سے موضوع روایتیں نقل کرتا ہے۔ یہ خود بھی حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔ اس پر زندیق ہونے کی تہمت بھی لگائی گئی ہے۔ دار قطنی کہتے ہیں متروک ہے۔ امام حاکم کہتے ہیں روایت کے معاملہ میں یہ ساقط ہے (تہذیب جزء ۴ ص ۲۹۵ ، ص ۲۹۶ ومیزان الاعتدال جزء ۲ ص ۲۵۵ وتذکرۃ الموضوعات لمحمد طاہر فتنی ص ۲۶۲)

ابومخنف لوط بن یحییٰ :- اخباری ہے۔ ہلاک ہونے والا ہے۔ اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ ابن معین کہتے ہیں یہ کچھ نہیں۔ ابوحاتم وغیرہ نے اسے ترک کر دیا تھا۔ ابن عدی نے کہا شیعی محترق (جلنے والا) ہے۔ (میزان الاعتدال جزء ۳ ص ۴۱۶ ، لسان المیزان جزء ۴ ص ۴۹۲)۔ ابن عدی کہتے ہیں اخبار مکروہہ بیان کرتا ہے جن کا ذکر مجھے پسند نہیں (کامل ابن عدی جزء ۶ ص ۲۱۱)۔ کذّاب ہے (تذکرۃ الموضوعات ص ۲۸۶)

محمد بن عمر واقدی :- امام بخاری نے کہا متروک ہے۔ امام احمد، ابن نمیر اور اسمٰعیل بن زکریا نے اُسے ترک کر دیا تھا۔ امام احمد نے کہا جھوٹا ہے، کذاب ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں واقدی کی کتابیں سب جھوٹ ہیں۔ نسائی نے کہا معروف کذّاب ہے۔ امام بندار نے کہا میں نے اس سے زیادہ جھوٹا نہیں دیکھا، متروک ہے۔ ابوحاتم نے کہا حدیثیں گھڑتا تھا (تہذیب جزء ۹)

قارئینِ کرام خود نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ ان تینوں کے روایت کردہ افسانے کس قدر قابل اعتماد ہو سکتے ہیں۔

(۳) محمد بن سعد :- محمد بن سعد نے بھی طبقات میں واقعۂ جمل کا ذکر کیا ہے اور کافی روایتیں باسند جمع کی ہیں۔ ان روایتوں میں بھی اکثر روایتیں ناقابل اعتبار ہیں۔

(۴) ابن اثیر :- ابن اثیر نے کامل میں بغیر سند کے وہی باتیں بیان کی ہیں جو طبری نے بیان کی ہیں۔

(۵) یعقوبی :- یعقوبی نے اپنی تاریخ میں بے سند مختصراً وہی باتیں بیان کی ہیں جو طبری نے بیان کی ہیں۔

(۶) ابن کثیر :- ابن کثیر نے اپنی کتاب "البدایہ والنہایہ" میں طبری کی روایتوں کی مختصراً تلخیص کی ہے۔ سندیں بیان نہیں کیں۔

(۷) ابوالفداء اسمٰعیل :- ابوالفداء نے اپنی تاریخ "المختصر فی اخبار البشر" میں واقعۂ جمل کا ذکر کیا ہے لیکن کوئی نئی بات نہیں لکھی۔ طبری کے بیان کی تلخیص ہے۔

(۸) ابنِ خلدون :- ابن خلدون نے بھی طبری کے بیان کی تلخیص کی ہے۔ ابن خلدون نے البتہ ایک بات کا اضافہ کیا ہے وہ یہ کہ حضرت علیؓ نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ پر عتاب کیا (ابن خلدون جزء ۲ ص ۱۶۶) ابن خلدون نے ایسی خلاف واقعہ بات لکھی ہے کہ جس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے

کم ہے۔ نہ حوالہ ہے۔ نہ سند ہے۔ ابنِ خلدون نے اپنے فلسفۂ تاریخ کی خود ہی دھجیاں اڑا دیں۔ ناول نویسوں نے بھی یہ بات نہیں لکھی جو ابنِ خلدون نے لکھی۔ محاکمہ تو وہ کیا کرتے جبکہ وہ جھوٹ کو سچ سمجھ رہے ہوں۔

انتباہ موضوع اور ضعیف روایتوں کی بھرمار نے ہمیں مجبور کیا کہ ہم اس سانحہ کو دو عنوانات کے تحت درج کریں :

(۱) واقعۂ جمل

(۲) افسانۂ جمل

واقعۂ جمل کو ہم نے اس کتاب کے متن میں تحریر کیا ہے اور افسانۂ جمل کو حاشیہ میں نیچے تحریر کیا ہے۔

واقعۂ جمل میں ہم نے صرف صحیح روایات درج کی ہیں۔ کتاب کے آخر میں ہم نے ان واقعات کی مدد سے واقعہ جمل کو تسلسل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ واقعۂ جمل میں کئی جگہ خلا ہے جس کو ہم نے تجزیہ میں بیان کیا ہے۔

افسانۂ جمل میں ہم نے موضوع اور ضعیف روایات درج کی ہیں۔ ان روایات کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سانحۂ جمل ایک افسانہ یا ایک ناول ہے جو سیف بن عمر کذّاب نے لکھا ہے یا واقعۂ جمل کی صحیح روایات کی بنیاد پر اُس نے واقعۂ جمل کو ایک افسانہ کی شکل دے دی ہے۔ لوگوں میں اس افسانوی قصّہ کی شہرت ہوئی اور اب لوگ اسی سے واقف ہیں۔ بہرحال واقعۂ جمل ہو یا افسانۂ جمل یہ ایک حادثہ تھا جو فریقین کی مرضی کے خلاف رونما ہوا۔ یہ حادثہ باقاعدہ جنگ نہیں تھی بلکہ ایک بلوہ تھا جو سبائیوں نے اپنی جان بچانے کے لئے برپا کیا تھا۔ اس میں صحابہ کرام کا ایک دوسرے کے خلاف جنگ کرنا یا ایک دوسرے کو قتل کرنا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ صرف ایک روایت میں حضرت عمارؓ کے وار کرنے کا ذکر ہے لیکن وہ روایت جھوٹی ہے۔ محمد اکبر شاہ کی تاریخ میں تو بے سند بیان ہوئی ہے، طبری کی روایت میں ابوالحسن ہے جو پہچانا نہیں جاتا۔

واقعۂ جمل

سچی اور قابلِ اعتماد روایتوں کی بنیاد پر واقعۂ جمل کے واقعات

حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد صحابۂ کرام حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہا: (حضرت) عثمانؓ قتل کر دئے گئے۔ امیر کا ہونا ضروری ہے۔ ہم اور کسی کو اس منصب کے لئے آپ سے زیادہ حقدار نہیں سمجھتے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: ایسا نہ کرو۔ میرا وزیر بننا زیادہ بہتر ہے۔ صحابہؓ نے کہا: ہم ایسا نہیں کریں گے، ہم تو آپ ہی کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: اچھا تو پھر بیعت مسجد میں ہونی چاہیئے تاکہ بیعت خفیہ نہ ہو اور مسلمین کی رضاء سے ہو۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا: مسجد میں گڑبڑ ہونے کا اندیشہ ہے۔ حضرت علیؓ نے گھر پر بیعت لینے سے انکار کر دیا۔ وہ مسجد میں داخل ہوئے۔ مہاجرین اور انصار بھی داخل ہوئے۔ انہوں نے بیعت کی پھر تمام لوگوں نے بیعت کر لی (طبری عن محمد بن الحنفیہ جزء ۳ صفحہ ۴۵۰ ۔ سندہٗ حسن)۔

افسانۂ جمل

جھوٹی اور ناقابلِ اعتماد روایتوں کی بنیاد پر افسانۂ جمل کے واقعات

احنف کہتے ہیں: میں نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ سے کہا: مجھے ایسا نظر آرہا ہے کہ حضرت عثمانؓ قتل ہو جائیں گے تو آپ مجھے کس کے ساتھ چمٹنے کا حکم دیتے ہیں۔ ان دونوں نے کہا: علیؓ سے چمٹ جانا۔ .... حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے بھی حضرت علیؓ سے چمٹنے کا حکم دیا تھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۱ صفحہ ۱۱۸ و جزء ۱۵ صفحہ ۲۷۲ و طبری جزء ۳ صفحہ ۵۱۰)۔ اس روایت کی سند میں ایک راوی عمر یا عمرو بن جاوان پہچانا نہیں جاتا (میزان الاعتدال)۔

عبد بن ام کلاب نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ سے کہا: آپ ہی نے تو کہا تھا کہ اس بوڑھے بے وقوف (یعنی حضرت عثمانؓ) کو قتل کر دو، اس نے کفر کیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے فرمایا: لوگوں نے ان سے توبہ کرالی تھی پھر قتل کیا (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۷۷)۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔ ایک سند میں سیف بن عمر کذّاب ہے۔ دوسری سند میں اسد بن عبد اللہ ضعیف ہے (تہذیب) ایک راوی مجہول ہے، اس کا نام نہیں لیا گیا۔

عبداللہ بن بدیل حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہؓ کے پاس آئے اور کہا: حضرت عثمانؓ قتل ہو گئے۔ اب آپ مجھے کیا حکم دیتی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے فرمایا: علیؓ سے چمٹ جاؤ (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ ص۲۸۵۔ سندہ صحیح)۔

= حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ الگ تھلگ رہے لیکن جب انہیں اندیشہ ہوا کہ حضرت طلحہؓ کے ہاتھ پر
بیعت ہونے والی ہے تو انہوں نے اپنی بیعت کی دعوت دی۔ حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور تمام لوگوں نے بیعت کر لی۔
(فتح الباری کتاب الفتن جزء ۱۲ ص۱۶۴ بحوالہ اخبار بصرہ لعمر بن شبہ۔ زہری سے آگے کوئی سند نہیں ہے لہٰذا یہ روایت
باطل ہے)۔ حضرت طلحہؓ نے کبھی اپنی خلافت کی دعوت نہیں دی۔
سب لوگ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور ان سے بیعت لینے کے لئے کہا۔ حضرت علیؓ مسجد میں آئے۔ منبر پر چڑھے۔ حضرت
طلحہؓ، حضرت زبیرؓ نے بیعت کی پھر تمام لوگوں نے بیعت کی۔ حضرت سعدؓ نے کہا جب تک سب لوگ بیعت نہ کر لیں میں بیعت
نہیں کروں گا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کوئی ضامن لاؤ۔ انہوں نے کہا: ضامن کوئی نہیں ہے۔ اشتر نے کہا مجھے اجازت دیجئے کہ میں ان
کی گردن اڑا دوں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: انہیں چھوڑ دو، میں ان کا ضامن ہوں (طبری جلد ۲ ص۴۵۱)۔ اس روایت کی
سند میں سلمہ بن عبداللہ ابو بکر الھذلی ضعیف ہے بلکہ کذاب ہے (کامل ابن عدی ۳/۱۱۶۸) لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔
لوگ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور ان سے بیعت لینے کے لئے کہا۔ انہوں نے پس و پیش کیا۔ اشتر نے حضرت علیؓ کا ہاتھ
پکڑا۔ حضرت علیؓ نے ہاتھ کھینچ لیا۔ اشتر نے کہا: اگر آپ نے اس موقع کو ضائع کر دیا تو آپ بڑے کوتاہ نظر ثابت ہوں گے۔ (حضرت
علیؓ نے ہاتھ بڑھایا اور) سب لوگوں نے بیعت کر لی (طبری جزء ۳ ص۴۵۵) راوی مسلمہ بن محارب کا حال نہیں ملتا۔ شعبی سے
آگے سند نہیں ہے لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔
حضرت زبیرؓ نے ایک باغ میں حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی (طبری جزء ۲ ص۴۵۱) سند میں ایک راوی اسحاق بن
ادریس ہے جو حدیثیں گھڑا کرتا تھا (میزان الاعتدال) لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔
نوٹ | حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ کا کراہت کے ساتھ بیعت کرنا متعدد روایتوں میں بیان کیا گیا ہے لیکن وہ سب
روایتیں باطل ہیں مثلاً
حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو بلایا گیا۔ انہوں نے بیعت کرنے میں توقف کیا۔ اشتر نے تلوار دکھائی (تو ان دونوں
نے بیعت کر لی) (طبری جزء ۳ ص۴۵۱) زہری سے آگے سند غائب ہے۔
حضرت طلحہؓ نے بیعت کے سلسلہ میں ایک مرتبہ فرمایا تھا: "ہمیں اس سلسلہ میں کوئی اختیار نہیں تھا مگر صرف اس قدر
کہ کتا اپنی ناک زمین پر رگڑے (طبری جزء ۳ ص۴۵۲) اس روایت کی سند میں ابو مخنف لوط بن یحییٰ کذاب ہے۔
بعض کہتے ہیں: حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے مجبوراً بیعت کی۔ بعض کہتے ہیں حضرت زبیرؓ نے بیعت نہیں کی،
(طبری جزء ۳ ص۴۵۲)۔ اس روایت میں قائلین کے نام نہیں لئے گئے۔ یہ سب مجہول ہیں۔ سند میں ایک راوی جو زہری سے
روایت کرتا ہے مجہول ہے۔
بعض انصار نے بیعت نہیں کی (طبری جزء ۳ ص۴۵۲) اس روایت میں عبداللہ بن حسن سے روایت کرنے والا مجہول ہے =

= حضرت طلحہؓ فرماتے ہیں میرے سر پر تلوار تھی۔ اسی روایت میں بعض صحابہ کے بیعت نہ کرنے کا بھی ذکر ہے (طبری جزء ۳ ص۴۵۳) اس روایت کی سند میں محمد بن عمر واقدی کذاب ہے لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔ طبری جزء ۳ ص۴۸۰ و ص۴۸۴ میں بھی تقریباً یہی مضمون ہے لیکن ان دونوں روایتوں میں سیف بن عمر کذاب ہے۔

حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو لایا گیا انہوں نے مجبوراً بیعت کی (طبری جزء ۳ ص۴۵۶)۔ اس کی سند میں سیف کذاب ہے۔

طبری جزء ۳ ص۵۰۴ پر بھی تقریباً یہی مضمون ہے۔ سند میں مصعب بن سلام بہت ضعیف ہے (تہذیب)۔

طبری جزء ۳ ص۵۲ پر بھی تقریباً یہی مضمون ہے۔ زہری سے آگے سند غائب ہے۔

حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ فرماتے ہیں ہمارے ہاتھوں نے بیعت کی۔ ہمارے دلوں نے بیعت نہیں کی (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۱ ص۱۰۵) راوی حمید بن عبدالرحمٰن الاصم وغیرہ مجہول ہیں۔ ان کا حال نہیں ملتا۔

حضرت طلحہؓ فرماتے ہیں: مجھے پاخانہ میں داخل کیا گیا۔ میری گردن پر تلوار رکھی گئی۔ مجھ سے کہا گیا بیعت کرو ورنہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے۔ میں نے بیعت کر لی (مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الجمل جزء ۱۵ ص۲۶۱) اس کی سند میں ربیعہ ہے جو پہچانا نہیں جاتا۔

ایک عراقی منافق جبلہ بن حکیم کہتا ہے میں نے حضرت زبیرؓ سے کہا: آپ نے تو بیعت کر لی تھی۔ حضرت زبیرؓ نے فرمایا: میری گدی پر تلوار رکھی گئی پھر مجھ سے کہا گیا: بیعت کرو ورنہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے۔ میں نے بیعت کر لی (مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الجمل جزء ۱۵ ص۲۶۱)۔ اس روایت کا راوی جبلہ منافق ہے لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔

حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے ایک دوسرے سے کہا: ہمارے ہاتھوں نے بیعت کی، ہمارے دلوں نے بیعت نہیں کی (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ ص۲۶۲)۔ احمد بن عبداللہ بن الاصم مجہول ہے۔ اس کا حال نہیں ملتا۔

ابراہیم کہتے ہیں حضرت علیؓ کو خبر پہنچی کہ (حضرت) طلحہؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس حالت میں بیعت کی کہ میری گدی پر تلوار تھی۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ نے کہا: تلوار تو خیر ان کی گدی پر نہیں تھی البتہ انہوں نے کراہت کے ساتھ بیعت کی تھی (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ ص۲۶) حضرت علیؓ اور ابراہیم کے درمیان راوی غائب ہے۔

جب حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کو خبر دی گئی کہ حضرت علیؓ خلیفہ ہو گئے تو انہوں نے فرمایا: کاش ان کی خلافت قائم ہونے سے پہلے زمین و آسمان مل جاتے (طبری جزء ۳ ص۴۷۷) اس کا راوی سیف بن عمر ہے اور وہ کذاب ہے۔ یہ روایت بالکل جھوٹی اور حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ پر بہتان ہے۔ انہوں نے تو صحیح روایت کے مطابق حضرت علیؓ سے چمٹنے کا حکم دیا تھا۔ یہ روایت ص۸ پر گزر چکی ہے۔

حضرت کلیب کہتے ہیں: میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک امیر بستر پر پڑا ہے اور ایک عورت اس کے سرہانے بیٹھی ہے۔ لوگوں نے اس امیر کو قتل کر دیا۔ اگر وہ عورت انہیں روک دیتی تو وہ لوگ امیر کو قتل نہ کرتے۔ لوگوں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ وہ امیر حضرت

عثمانؓ ہیں اور وہ عورت حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ ہیں (طبری جزء ۳ ص۵۰۴) اس روایت کا راوی مصعب بن سلام بے حد ضعیف منکر الحدیث ہے۔ وہ شیعہ تھا۔ مصنف ابن ابی شیبۃ میں بھی یہ روایت ہے (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ ص۲۴۹) راوی بقی بن مخلد مجہول ہے۔ اس کا حال نہیں ملتا۔ الغرض یہ روایت باطل ہے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ مدینہ میں نہیں تھیں۔ مکہ معظمہ میں تھیں۔

حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور کئی صحابہ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد حضرت علیؓ کے پاس آئے اور ان سے قصاص کا مطالبہ کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں ان سے کیسے قصاص لوں جو ہمارے مالک بنے ہوئے ہیں۔ حضرت علیؓ نے صحابہؓ سے پوچھا کیا ان حالات میں قصاص لیا جاسکتا ہے؟ صحابہؓ نے کہا: نہیں (طبری جزء ۳ ص۴۵۸)۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور کئی صحابہؓ حضرت علیؓ کے پاس گئے اور قصاص کا مطالبہ کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: قاتل کو پکڑ و اور قتل کر دو۔ صحابہؓ نے کہا: وہ تو چھائے ہوئے ہیں (طبری جزء ۳ ص۴۵۹)۔ یہ روایت باطل ہے۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

جب ملک کے حالات خراب ہوئے تو حضرت علیؓ نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو بلایا اور ان کو حالات سے آگاہ کیا۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے کہا: آپ ہمیں مدینہ کے باہر جانے دیجئے تاکہ ہم کوئی تدبیر کریں (طبری جزء ۳ ص۴۶۳)۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ حضرت علیؓ سے عمرہ کرنے کی اجازت لے کر مکہ معظمہ چلے گئے (طبری جزء ۳ ص۴۶۵) یہ روایت صحیح نہیں۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔ حافظ ابن حجر نے اخبار البصرہ کے حوالے سے یہی بات زہری سے نقل کی ہے لیکن زہری سے آگے سند نہیں ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے اہل مکہ سے فرمایا: مشورہ کرو پھر ان فتنہ انگیز لوگوں کی طرف چلو (طبری جزء ۳ ص۴۶۹) یہ روایت جھوٹی ہے۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

حضرت ابن عباسؓ مکہ سے مدینہ آئے۔ حضرت علیؓ نے پوچھا: تم زبیرؓ اور طلحہؓ سے ملے تھے۔ انہوں نے کہا: ہاں۔ حضرت علیؓ نے پوچھا: ان کے ساتھ کون کون تھے۔ انہوں نے کہا: ابو سعید اور قریش کی ایک جماعت۔ حضرت علیؓ نے کہا: یہ لوگ باز نہیں آئیں گے، ایک دن نکلیں گے اور عثمانؓ کے خون کا مطالبہ کریں گے حالانکہ یہی عثمانؓ کے قاتل ہیں (طبری ۴۶۱/۳)۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔ ابو بلال راوی پہچانا نہیں جاتا (میزان)

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے مکہ معظمہ میں تقریر کی۔ انہوں نے فرمایا: باغیوں نے محترم شہر میں محترم مہینہ میں (حضرت عثمانؓ کا) خون بہایا۔ میں تم لوگوں سے ان باغیوں کے خلاف مدد چاہتی ہوں تاکہ انہیں سزا دی جائے اور بعد والوں کو ایسی حرکت سے باز رکھا جائے۔ عبداللہ بن عامر الحضرمی نے کہا میں سب سے پہلے قصاص طلب کرنے اور آپ کا ساتھ دینے کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں (طبری جزء ۳ ص۴۶۸)۔ یہ روایت باطل ہے۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے =

واقعۂ جمل کے متفرق واقعات

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بصرہ چلے گئے۔ (صحیح بخاری کتاب الفتن باب بعد باب الفتنۃ التی تموج کموج البحر جزء ۹ صفحہ ۷)

= لوگوں نے قصاص کے مطالبہ کو اس وقت تک جاری رکھنے پر اتفاق کیا جب تک قاتل قتل نہ کر دئے جائیں (فتح الباری کتاب الفتن بحوالہ اخبار البصرۃ ۴ ۱۶/۱۶)۔ زہری سے آگے سند نہیں ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے فرمایا: یہ بہت بڑا حادثہ ہے، تم اپنے بھائیوں کے پاس بصرہ چلو (طبری ۴۶۹/۳) راوی سیف بن عمر کذّاب ہے۔

لوگوں نے کہا: ہم حضرت علیؓ کی طرف جائیں گے اور ان سے لڑیں گے لیکن اس رائے پر اتفاق نہیں ہوا۔ بصرہ جانے پر سب کا اتفاق ہوا (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۷۱)۔ زہری سے آگے سند نہیں ہے۔

لوگوں نے بصرہ جانے کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ سے عرض کیا: آپ بھی چلیئے۔ اگر اللہ تعالےٰ نے صلح کرا دی (تو بہت اچھا ہوگا) آپ کا مقصد بھی یہی ہے (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۷)۔ راوی سیف بن عمر کذّاب ہے۔

منادی نے ندا کی: ام المؤمنینؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ بصرہ جا رہے ہیں۔ جو شخص چاہتا ہے کہ قاتلین (عثمانؓ) سے بدلہ لے وہ ساتھ چلے (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۷)۔ سیف بن عمر کذّاب ہے۔

حضرت علیؓ نے مدینہ منورہ میں خطبہ دیا۔ انہوں نے فرمایا: اس قوم کے مقابلہ کے لئے چلو جو تمہاری جماعت میں تفریق پیدا کر رہے ہیں شاید اللہ تمہارے ذریعہ ان کی اصلاح فرمائے (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۶۶)۔ راوی سیف بن عمر کذّاب ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا: مجھے خبر ملی ہے کہ ام المؤمنینؓ، (حضرت) طلحہؓ اور (حضرت) زبیرؓ بصرہ جا رہے ہیں تاکہ اہلِ بصرہ کی اصلاح کریں (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۶۶)۔ راوی سیف بن عمر کذّاب ہے۔

سفر کے دوران جب حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ بنو عامر کے چشمہ پر پہنچیں تو کتے بھونکنے لگے۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے پوچھا: اس چشمہ کا کیا نام ہے؟ لوگوں نے کہا: حَوْأَب۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے فرمایا: میں سوچتی ہوں کہ واپس ہو جاؤں۔ لوگوں نے کہا نہیں آپ چلیئے۔ مسلمین آپ کو دیکھیں گے تو اللہ تعالےٰ ان میں صلح کرا دے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنی بیویوں سے) فرمایا تھا: تم میں سے وہ کون ہے جس پر حَوْأَب کے کتے بھونکیں گے (مسند احمد عن عائشہ الصدیقۃ الطاہرۃ المطہرۃ رضؓ جزء ۶ صفحہ ۵۲ و صفحہ ۹۷، مسند ابی یعلیٰ ۸/۲۸۲، مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صفحہ ۲۵۹ و مستدرک حاکم جزء ۳ صفحہ ۱۲۰)

حاکم نے اور ذہبی نے اس روایت کو صحیح نہیں کہا بلکہ سکوت فرمایا۔ قیس راوی نے بیان نہیں کیا کہ یہ روایت اُن کو کس ذریعہ سے پہنچی۔ وہ راوی جس کے ذریعے سے یہ روایت قیس کو پہنچی مجہول ہے۔ قیس خود اس سفر میں حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کے ہمرکاب نہیں تھے لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔ امام یحییٰ بن سعید نے اس روایت کو قیس کے منکرات میں شمار کیا ہے (تہذیب التہذیب ۸/۳۸۸)۔

طبری نے اس روایت کو ایک اور سند سے روایت کیا ہے (طبری ۴۷۵/۳)۔ اس روایت کی سند میں ایک راوی اسماعیل فزاری ہے جو غالی شیعہ تھا۔ سلف کو برا بھلا کہتا تھا۔ دوسرا راوی علی بن عابس منکرات روایت کرتا ہے۔ بقیہ تین راوی ابو الخطاب، صفوان اور عرنی سب مجہول ہیں۔ کتبِ اسماء الرجال میں عرنی کا حال نہیں ملتا۔

= حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج سے فرمایا تھا: تم میں سے کون اَدْبب کے اونٹ والی ہے۔ اس کے گرد بہت لوگ قتل ہوں گے (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صفحہ ۲۶۵)۔ ابن عباسؓ کو یہ روایت کس طرح پہنچی اس کی وضاحت نہیں ہے۔ الغرض یہ روایت سراسر جھوٹ ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کے اقدام کو غلط ثابت کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا: یہ حَوْأَب چشمہ نہیں ہے (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۸۵)۔ زہری سے آگے سند نہیں ہے۔

حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے قسم کھا کر کہا کہ یہ حَوْأَب چشمہ نہیں ہے۔ ان کے ساتھ پچاس آدمیوں نے شہادت دی کہ یہ حَوْأَب چشمہ نہیں ہے (مروج الذہب المسعودی جزء ۲ صفحہ ۳۵۸)۔ یہ روایت بے سند ہے۔ الغرض حَوْأَب کا قصہ ایک فرضی کہانی ہے۔

بصرہ کے راستہ میں ملیح بن عوف ملے۔ انہوں نے حضرت زبیرؓ سے پوچھا: کیا معاملہ ہے؟ حضرت زبیرؓ نے فرمایا: امیر المؤمنین (حضرت عثمانؓ) کو قتل کر دیا گیا۔ ملیح نے پوچھا: کس نے قتل کیا؟ حضرت زبیرؓ نے فرمایا: مختلف شہروں کے اوباشوں اور جھگڑالو لوگوں نے۔ ملیح نے پوچھا: آپ کیا چاہتے ہیں؟ حضرت زبیرؓ نے کہا: ہم ان کے خلاف جنگ کریں گے۔ اگر ہم ایسا نہ کریں تو (ان کا حوصلہ بڑھے گا اور) وہ جب چاہیں گے امیر کو قتل کر دیا کریں گے (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۷۰)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

بصرہ کے حاکم عثمان بن حنیف نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو بصرہ میں داخل ہونے سے روکا۔ انہوں نے اعلان کرایا کہ لوگو، جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۸۱)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

بنو سعد کے ایک لڑکے نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ سے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ تمہاری والدہ تمہارے ساتھ ہیں، کیا تم اپنی بیویوں کو اپنے ساتھ لائے ہو۔ انہوں نے کہا: نہیں۔ لڑکے نے کہا تو پھر میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۸۲)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔ کتنا لغو قصہ ہے۔ ان کی بیویوں کی کیا حیثیت تھی جو انہیں لے کر آتے۔

حضرت طلحہؓ نے بصرہ پہنچ کر حضرت عمرانؓ سے کہا: ہم حضرت عثمانؓ کے خون کا قصاص طلب کرنے آئے ہیں۔ ہمارا حضرت علیؓ سے کوئی جھگڑا نہیں بشرطیکہ وہ ہمارے اور قاتلینِ عثمانؓ کے درمیان حائل نہ ہوں (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۸۰)۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

(بصرہ کے) لوگوں نے کہا: انہی لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے قتل پہ باغیوں کو اکسایا تھا اور اب بطور توبہ کے قصاص لینے آئے ہیں (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۰۴)۔ راوی مصعب بن سلام بے حد ضعیف ہے۔

حضرت زبیرؓ بصرہ کے بیت المال میں داخل ہوئے۔ اس میں سونا بھی تھا اور چاندی بھی۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرمایا ہے۔ پھر فرمایا: یہ ہمارے لئے ہے (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صفحہ ۲۸۰)۔ راوی الاسود پہچانا نہیں جاتا۔ حضرت زبیرؓ پر کتنا بڑا بہتان ہے۔

بنو ضبیعہ کا ایک شخص کہتا ہے جب حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بصرہ میں بنو طاحیہ کے محلہ میں آئے تو میں ان کے پاس گیا۔ میں نے کہا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں کیا آپ نے اس کام کو اچھا سمجھا ہے؟ حضرت طلحہؓ نے سر جھکا لیا اور کچھ نہ بولے۔ حضرت زبیرؓ نے کہا: ہم سے بیان کیا گیا تھا کہ یہاں بہت درہم ہے لہٰذا ہم اس کو لینے کے لئے آ گئے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ =

افسوس ہے بنانے والے پر۔ جز ۱۵ ص۲۸۳) ۔ ایک راوی مجہول ہے اس کا نام نہیں لیا گیا۔ کتنا لغو قصہ ہے!

بصرہ میں احنف حضرت طلحہ رض وغیرہ کے پاس آئے اور انہیں اُن کا قول کہ "حضرت علی رض سے چمٹ جاؤ" یاد دلایا۔ ان لوگوں نے کہا: علی رض بدل گئے۔ احنف نے کہا اللہ کی قسم میں نہ تم سے لڑوں گا اس لئے کہ تمہارے ساتھ ام المؤمنین ہیں اور نہ ان سے لڑوں گا جن سے بیعت کرنے کا آپ لوگوں نے حکم دیا تھا (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۱ ص۱۱۹ و طبری جزء ۳ ص۵۱۱) سند میں عمرو بن جاوان ہے جو پہچانا نہیں جاتا (میزان الاعتدال)۔

قبیلہ جہینہ کا ایک لڑکا حضرت طلحہ رض کے لڑکے حضرت محمد کے پاس گیا۔ اس نے حضرت محمد سے سوال کیا: عثمان رض کے قاتل کون لوگ ہیں؟ حضرت محمد نے کہا: حضرت عثمان رض کے قتل کی ذمہ داری تین شخصوں پر ہے۔ ایک ہودج والی خاتون پر، دوسرے حضرت طلحہ رض پر اور تیسرے حضرت علی رض پر۔ یہ سن کر وہ حضرت علی رض کے ساتھ مل گیا۔ (طبری جزء ۳ ص۴۸۲)۔ یہ روایت باطل ہے۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔ حضرت علی رض سے ملنے کی وجہ سمجھ سے بالاتر ہے۔

لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض سے بصرہ آنے کا سبب پوچھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض نے فرمایا: ہمیں تین باتوں پر غصہ آرہا ہے: (۱) حضرت عثمان رض کے خون کی حرمت کا لحاظ نہیں کیا گیا (۲) مہینہ کی حرمت کا لحاظ بھی نہیں کیا گیا اور (۳) شہر (مدینہ) کی حرمت کا بھی لحاظ نہیں کیا گیا (طبری جز ۲ ص۵۰۶۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔ راوی مصعب بن سلام بہت ضعیف اور منکر الحدیث ہے۔ وہ شیعہ تھا (تہذیب التہذیب)۔

حضرت طلحہ رض اور حضرت زبیر رض نے ایک رات اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور ان کو مسجد لے گئے۔ حضرت طلحہ رض اور حضرت زبیر رض نے عشاء کی نماز پڑھانے کے لئے عبدالرحمٰن بن عتاب کو آگے کر دیا۔ اس بات پر جاٹوں اور کاشتکاروں نے ہتھیار اٹھا لئے اور مسجد میں خوب لڑائی ہوئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض کے ساتھی فتحیاب ہوئے۔ عبدالرحمٰن نے عشاء کی اور صبح کی نماز پڑھائی۔ عثمان بن حنیف کو لوگوں نے خوب لاتیں ماریں اور ان کے چہرے کے تمام بال اکھاڑ ڈالے۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض نے فرمایا: انہیں چھوڑ دو (طبری جزء ۲ ص۴۸۵)۔ سند میں ابو مخنف راوی کذاب ہے لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔

بصرہ کے بھی کچھ لوگ حضرت طلحہ رض کے لشکر میں آملے۔ مربد کے مقام پر دونوں فریق ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہو گئے اور ایک دوسرے کو جوش دلانے لگے حتیٰ کہ دونوں فریق غصے سے بے قابو ہو گئے (طبری جزء ۳ ص۴۸۱)۔ سیف بن عمر راوی کذاب ہے۔

عثمان بن حنیف کے ساتھی حکیم بن جبلہ نے (جو منافق تھا) جنگ شروع کر دی۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض کے منادی جنگ روکنے کا اعلان کرتے رہے اور صرف مدافعت کرتے رہے لیکن حکیم کے ساتھی باز نہیں آئے تو حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض کے ساتھیوں نے بھی جنگ شروع کر دی۔ (طبری جزء ۳ ص۴۸۳)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض نے اعلان کرایا کہ جو شخص حضرت عثمان رض کے قتل میں ملوث نہ ہو وہ ہمارے مقابلہ سے ہٹ جائے۔ ہماری جنگ صرف عثمان رض کے قاتلوں سے ہے۔ بصرہ کے وہ لوگ جو حضرت عثمان رض کے قتل میں شریک تھے مقابلہ کے لئے جمع ہو گئے۔ لڑائی شروع ہو گئی (قاتلین عثمان رض کو شکست ہوئی)۔ لوگ قاتلین عثمان کو کتوں کی طرح گھسیٹ گھسیٹ کر لاتے اور قتل کر دیتے۔ قاتلین عثمان رض سب قتل ہو گئے سوائے ایک شخص کے جو بھاگ گیا (طبری جزء ۳ ص۴۸۶ و ص۴۸۸۔

حضرت علیؓ کا بصرہ جانے کے لئے اہل کوفہ کو برانگیختہ کرنا

حضرت علیؓ نے حضرت عمارؓ اور حضرت حسنؓ کو کوفہ روانہ کیا۔ حضرت عمارؓ اور حضرت حسنؓ منبر پر چڑھے۔ حضرت حسنؓ منبر کے اوپر کی جانب تھے اور حضرت عمارؓ حضرت حسنؓ سے نیچے تھے۔ حضرت عمارؓ نے کوفے کے لوگوں سے کہا: حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ بصرہ کی طرف روانہ ہو چکی ہیں۔ اللہ کی قسم وہ تمہارے نبی کی زوجہ ہیں، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں آزمائش میں ڈال دیا ہے کہ تم اس کی اطاعت کرتے ہو یا ان کی۔
(صحیح بخاری کتاب الفتن جزء ۹ ص۷۰)

= راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے فرمایا: عثمان بن حنیف کو قتل کر دو۔ ایک عورت نے کہا: اے ام المؤمنین، یہ صحابی ہیں۔ یہ سن کر حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے عثمان بن حنیف کو قتل کرنے سے منع کر دیا (طبری جزء ۳ ص۴۸۵)۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔ ابومخنف راوی کذاب ہے۔

جنگ بصرہ ختم ہونے کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے کوفے کے لوگوں کو لکھا: بصرہ کے نیک لوگوں نے ہمارا ساتھ دیا۔ ایک شخص کے علاوہ حضرت عثمانؓ کے تمام قاتل قتل کر دیئے گئے (طبری جزء ۳ ص۴۸۹)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

زید بن وہب کہتے ہیں حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بصرہ آئے اور حضرت علیؓ کے مقرر کردہ امیر عثمان بن حنیف کو گرفتار کر لیا (فتح الباری کتاب الفتن جزء ۱۶ ص۱۶۸ بحوالہ مصنف ابن ابی شیبۃ)۔ زید بن وہب نے یہ نہیں بتایا کہ ان کو یہ روایت کس ذریعے سے پہنچی۔ ذریعہ مفقود ہے لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔

جب حضرت علیؓ کے ساتھیوں کو یہ خبر ملی کہ اہل بصرہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ سے مل گئے ہیں تو یہ بات ان پر شاق گزری۔ ان کے دلوں میں خوف پیدا ہوا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں تم اہل بصرہ پر غالب آؤ گے اور تم ضرور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو قتل کر دو گے (فتح الباری کتاب الفتن جزء ۱۶ ص۱۶۵ بحوالہ طبرانی)۔ اس کی سند میں اسمٰعیل بن عمرو البجلی ہے اور وہ ضعیف ہے۔ غریب اور منکر روایتیں بیان کرتا ہے (تہذیب)۔ حضرت علیؓ کی شان سے بعید ہے کہ وہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے قتل کو بطور خوشخبری سنائیں۔ الغرض یہ روایت باطل ہے۔

ایک شخص نے حضرت عمارؓ سے کہا: جس کے لئے تم جنت کی بشارت دے رہے ہو اس کے مقابلہ میں اس شخص کی مدد کرنا چاہتے ہو جس کے لئے تم جنت کی بشارت نہیں دیتے۔ یہ سن کر حضرت حسنؓ نے کہا: اے عمارؓ، اپنی تقریر سے ہمیں معاف رکھو۔ اصلاح کے لئے اہلیت کی ضرورت ہے۔ پھر حضرت حسنؓ نے تقریر کی۔ اس تقریر کے بعد لوگ حضرت علی کی مدد کے لئے روانہ ہوئے (طبری جزء ۳ ص۴۹۹)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

حضرت حسنؓ نے حضرت عمارؓ سے فرمایا: ہمارے اس کام سے تم علیحدہ ہو جاؤ۔ تمہاری ماں مرے ہمارے منبر سے اتر جاؤ (طبری جزء ۳ ص۵۰۱)۔ اسد بن عبداللہ راوی ضعیف ہے۔ اس سے آگے سند غائب ہے۔ دوسرا راوی عمر بن سعید جھوٹا ہے۔ (تہذیب) لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔

کوفہ میں حضرت ابوموسیٰؓ امیر تھے۔ ان کے پاس حضرت علیؓ نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کو بھیجا۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے فرمایا: ہم اس وقت تک اہل بصرہ سے جنگ نہیں کریں گے جب تک حضرت علیؓ قاتلین عثمانؓ سے فارغ نہ ہو جائیں۔ پھر حضرت علیؓ نے حضرت ابن عباسؓ اور اشتر کو بھیجا۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے اہل کوفہ سے کہا: یہ ایک خاموش فتنہ ہے۔ تلواروں کو میان میں کر لو، کمانوں کو توڑ کر پھینک دو (طبری جزء ۳ ص۴۹۷)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

جب اہل کوفہ کو جنگ کے لئے برانگیختہ کرنے کے سلسلے میں حضرت ابن عباسؓ ناکام لوٹے تو حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ اور حضرت عمارؓ کو بھیجا۔ جب وہ کوفہ پہنچے تو حضرت مسروق نے حضرت عمارؓ سے پوچھا: آپ نے حضرت عثمانؓ کو کیوں قتل کیا؟ حضرت عمارؓ نے فرمایا: ہماری آبروئیں ختم کر دی گئی تھیں، ہماری جلدوں پر کوڑے مارے جاتے تھے۔ حضرت مسروق ==

= نے کہا: اگر تم صبر کرتے تو (تمہیں صبر کا اجر ملتا اس لئے کہ) صبر کرنے والوں کے لئے بڑا اجر ہے (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۹۷)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

حضرت ابوموسیٰ رضؓ تشریف لائے۔ انہوں نے حضرت حسنؓ کو چمٹا لیا۔ حضرت حسن نے فرمایا: ہمارا ارادہ اصلاح کا ہے اور امیر المؤمنین جیسے شخص سے کسی قسم کا اندیشہ بھی نہیں ہونا چاہیئے۔ حضرت ابوموسیٰ رضؓ نے فرمایا: اللہ عزّ وجل کا ارشاد گرامی ہے "جو شخص جان بوجھ کر کسی مؤمن کو قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے"۔ حضرت عمار رضؓ کو غصہ آگیا۔ بنو تمیم کا ایک شخص کھڑا ہوا۔ اس نے حضرت عمارؓ سے کہا: اے غلام، تو کل تک فتنہ مچانے والوں کے ساتھ تھا اور آج ہمارے امیر سے گستاخی کر رہا ہے۔ پھر شور ہونے لگا۔ حضرت ابوموسیٰ رضؓ نے سب کو خاموش کر دیا (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۹۸)۔ راوی سیف بن عمر کذّاب ہے۔

حضرت ابوموسیٰؓ نے جنگ میں حضرت علیؓ کے ساتھ تعاون کرنے سے انکار کر دیا (فتح الباری جزء ۱۶ صفحہ ۱۶۸ بحوالہ اخبار البصرۃ والطبری)۔ ابن ابی لیلیٰ سے آگے سند نہیں ہے۔

حضرت علی رضؓ نے حضرت ابوموسیٰ رضؓ کو لکھا: میں نے حسنؓ اور عمارؓ کو اس لئے بھیجا ہے کہ وہ لوگوں کو میری مدد کے لئے آمادہ کریں۔ (کیونکہ تم میرے ساتھ تعاون نہیں کر رہے لہٰذا) میں قرظہ بن کعب کو کوفہ کا امیر بنا کر بھیج رہا ہوں۔ تم مذموم اور راندۂ درگاہ ہو کر امارت سے علیحدہ ہو جاؤ۔ اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو میں نے ان کو حکم دیا ہے کہ وہ زبردستی تم سے امارت چھین لیں۔ اگر وہ کامیاب ہو گئے تو وہ تمہاری جڑیں کاٹ کر پھینک دیں گے (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۱۲)۔ راوی ابوالحسن اور بشیر بن عاصم پہچانے نہیں جاتے۔

جب حضرت ابوموسیٰ رضؓ نے حضرت علی رضؓ کا خط پڑھا تو وہ امارت سے علیحدہ ہو گئے (فتح الباری جزء ۱۶ صفحہ ۱۶۸ بحوالہ اخبار البصرۃ والطبری) ابن ابی لیلیٰ سے آگے سند نہیں ہے۔

جب حضرت علی رضؓ نے حضرت عمار رضؓ کو کوفہ بھیجا تو ان سے فرمایا: جاؤ اور حالات کی اصلاح کرو (البدایہ والنہایہ جزء ۷ صفحہ ۲۳۵) بے سند اور بے حوالہ ہے۔

حضرت حسن رضؓ نے کوفہ میں اعلان کیا: اللہ کی قسم، سوائے اصلاح کے ہمارا اور کوئی ارادہ نہیں ہے (البدایہ جزء ۷ صفحہ ۲۲۵ بے سند اور بے حوالہ ہے)۔

حضرت حسن رضؓ نے کہا: حضرت علی رضؓ نے کہا ہے اگر میں مظلوم ہوں تو میری مدد کرو، اگر میں ظالم ہوں تو مجھے چھوڑ دو۔ اللہ کی قسم طلحہؓ اور زبیر رضؓ نے پہلے بیعت کی پھر اُسے توڑ دیا۔ الغرض بارہ ہزار آدمی مدد کے لئے نکلے (فتح الباری جزء ۱۶ صفحہ ۱۶۹)۔ راوی ابن ابی لیلیٰ کون سے ہیں اس کی صراحت نہیں نہ ابن ابی لیلیٰ سے آگے سند ہے۔

حضرت حسن رضؓ اور حضرت عمار رضؓ کے کہنے سے اہل کوفہ حضرت علی رضؓ کی امداد کے لئے نکلے (فتح الباری کتاب الفتن جزء ۱۶ صفحہ ۱۶۸)۔ راوی زید بن وہب کا ذریعۂ معلومات مفقود ہے۔

حضرت عمار رضؓ اور حضرت حسن رضؓ نے منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو حضرت علی رضؓ کی امداد کے لئے نکلنے کی دعوت دی، انہوں نے کہا حضرت علیؓ تو بس لوگوں میں اصلاح کے خواہاں ہیں (البدایہ والنہایہ جزء ۷ صفحہ ۲۳۶)۔ بے سند اور بے حوالہ ہے۔

جب حضرت علی رضؓ کو یہ خبر پہنچی کہ عبدی نام کے ایک شخص کے ساتھ ستر آدمی قتل ہو گئے تو وہ بارہ ہزار کا لشکر لے کر بصرہ کی طرف روانہ ہوئے (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۱۹)۔ زہری سے آگے سند نہیں ہے =

ایک شخص نے حضرت علیؓ کو خبر دی کہ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ مربد میں مقیم ہیں اور حضرت عثمانؓ کے قاتلوں پر لعنت بھیج رہی ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: اللہ تعالےٰ میدان میں اور پہاڑ میں، خشکی میں اور تری میں عثمانؓ کے قاتلوں پر لعنت کرے (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صـ ۲۶۸ ـ سندہ صحیح)۔

= جب حضرت علیؓ کو معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ عراق کی طرف روانہ ہوگئے تو وہ فوراً مدینہ سے روانہ ہوگئے تاکہ ان لوگوں کو واپس کردیں۔ بعد میں انہیں بمقام ربذہ خبر ملی کہ وہ لوگ بصرہ جارہے ہیں تو وہ مطمئن ہوگئے اس لئے کہ وہ سمجھتے تھے کہ کوفہ والے ان سے شدید محبت کرتے ہیں (وہ ان کی مدد کے لئے کافی ہیں) (طبری جزء ۳ صـ ۴۹۳)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

طارق بن شہاب حضرت علیؓ کے پاس آئے۔ حضرت علیؓ اس وقت ربذہ میں تھے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: بے شک طلحہؓ اور زبیرؓ نے بخوشی بیعت کی تھی لیکن اب انہوں نے اُسے توڑنے کا ارادہ کیا ہے۔ حضرت علیؓ نے ان سے لڑنے کے لئے لوگوں کو ابھارا۔ حضرت حسنؓ کھڑے ہوئے اور کہا: کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ اس شخص (یعنی حضرت عثمانؓ) کے قتل کے بعد اہل عرب حملہ کریں گے لہٰذا آپ مدینہ ہی میں رہیں مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ قتل نہ کردئے جائیں اور آپ کا کوئی مددگار نہ ہو۔ حضرت علیؓ نے کہا: بیٹھ جاؤ، گویا ہم لڑکی ہیں۔ تم لڑکی کی طرح رو رہے ہو۔ تم مدینہ میں بچّو کی طرح بیٹھے رہو (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صـ ۲۷۲)۔
راوی جعفر بن زیاد شیعہ ہے۔ ابو الصیرفی کا حال نہیں ملا لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔

جب حضرت علیؓ نے ربذہ سے بصرہ جانے کا ارادہ کیا تو رفاعہ بن رافع کے لڑکے نے کہا: آپ کہاں جانا چاہتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: ہم اصلاح کی غرض سے جارہے ہیں بشرطیکہ وہ ہماری بات مان لیں۔ اس لڑکے نے کہا: اگر انہوں نے ہماری بات نہ مانی؟ حضرت علیؓ نے فرمایا: ہم حق پیش کریں گے اور صبر کریں گے۔ لڑکے نے کہا اگر وہ اس پر راضی نہیں ہوئے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ہم اپنی مدافعت کریں گے (طبری جزء ۳ صـ ۴۹۴)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔
عثمان بن حنیفؓ ربذہ میں حضرت علیؓ سے ملے۔ حضرت علیؓ نے اس وقت حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے لئے اس طرح دعاء کی اے اللہ، انہوں نے جو فیصلہ کیا ہے اُسے مضبوط نہ کر اور ان کے عمل کی برائی ان کو دکھا دے (طبری جزء ۳ صـ ۴۹۵ و صـ ۴۹۶)۔ راوی

ابو الحسن پہچانا نہیں جاتا۔
حضرت علیؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم میرا ارادہ صرف اصلاح کا ہے (طبری جزء ۳ صـ ۴۹۵)۔ راوی سیف بن عمر کذّاب ہے۔
جب اہل کوفہ حضرت علیؓ کے پاس آئے تو حضرت علیؓ نے ان کا استقبال کیا (ان کی تعریف کی) اور ان سے کہا: اپنے بصری بھائیوں کی طرف چلو۔ اگر وہ اپنی غلطی سے رجوع کرلیں (تو اچھا ہے) ہمارا مقصد بھی یہی ہے۔ ہم اصلاح کے طریقوں میں سے کوئی طریقہ نہیں چھوڑیں گے اور انشاء اللہ فساد سے احتراز کریں گے (طبری جزء ۳ صـ ۵۰۲)۔ سیف راوی کذّاب ہے۔
حضرت علیؓ نے فرمایا "میں کل یہاں سے بصرہ کی طرف روانہ ہو رہا ہوں۔ تم لوگ بھی میرے ساتھ چلو البتہ وہ شخص میرے ساتھ نہ جائے جس نے حضرت عثمانؓ کے قتل میں کسی قسم کا حصہ لیا ہو۔ یہ بے وقوف لوگ مجھ سے علیحدہ ہو جائیں" (طبری جزء ۳ صـ ۵۰۷)
راوی سیف بن عمر کذّاب ہے۔
حضرت علیؓ نے فرمایا: ہمارا بصرہ کی طرف جانا صلح کے لئے ہے نہ کہ جنگ کے لئے (تاریخ اسلام: محمد اکبر شاہ نجیب آبادی جلد اول صـ ۴۵۱)۔ یہ روایت بے سند ہے۔
حضرت علیؓ کا اعلان سن کر قاتلینِ عثمانؓ جمع ہوئے۔ انہوں نے کہا حضرت علیؓ ایک نہ ایک دن ضرور قرآن مجید پر عمل کریں گے اور ہم سے قصاص لیں گے۔ اس وقت ہم تعداد میں کم ہوں گے۔ ہمیں کہیں نجات نہیں ملے گی۔ اشتر نے کہا: اگر ان لوگوں میں صلح ہوگئی تو وہ ہمارے خونوں پر ہوگی۔ کیوں نہ ہم حضرت علیؓ کو قتل کرکے ان کو عثمان کے پاس پہنچادیں (طبری جزء ۳ صـ ۵۰۷) =

حضرت عمران بن حصینؓ نے حجیر نامی ایک شخص کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ حجیر نے اپنی قوم سے کہا: (حضرت) عمران بن حصین نے تم کو سلام کہلوایا ہے اور کہا ہے اللہ کی قسم مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں ایک حبشی غلام ہوتا جس کی ناک اور کان کٹے ہوئے ہوتے اور بکریاں چراتا رہتا یہاں تک کہ مجھے موت آجاتی بہ نسبت اس کے کہ میں دونوں جماعتوں میں سے کسی ایک میں شریک ہوکر دوسری جماعت پر تیر چلاؤں۔ قبیلہ کے رؤساء نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ کو کبھی نہیں چھوڑیں گے (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۱۵ سندہٗ صحیح)۔

= سیف راوی کذاب ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا ہم اصلاح چاہتے ہیں تاکہ امت (کے لوگ) پھر بھائی بھائی بن جائیں (البدایۃ والنہایۃ جزء ۷ صفحہ ۲۳۲) بے سند اور بے حوالہ ہے۔

جب حضرت علیؓ بصرہ کے لئے روانہ ہوئے تو ابن ابی رافع نے پوچھا آپ کا کیا مقصد ہے؟ آپ ہمیں کہاں لے جارہے ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ہماری خواہش اور ہماری نیت اصلاح کی ہے (البدایہ جزء ۷ صفحہ ۲۳۴)۔ بے سند اور بے حوالہ ہے۔

جمل کے دن ایک شخص حضرت زبیرؓ کے پاس آیا۔ اُس نے کہا کیا میں آپ کی خاطر علی کو قتل کردوں؟ حضرت زبیرؓ نے پوچھا: کیسے؟ اُس نے کہا میں ان سے کہوں گا میں آپ کے ساتھ ہوں پھر میں انہیں ایسی حالت میں قتل کردوں گا کہ وہ غفلت میں ہونگے۔ حضرت زبیرؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "ایمان غفلت میں قتل کرنے سے روکتا ہے۔ مؤمن غفلت میں قتل نہیں کرتا (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صفحہ ۱۲۳ و صفحہ ۲۷۹ و مسند احمد جزء ۱ صفحہ ۱۶۶ و صفحہ ۱۶۷)۔ اس روایت کے آخری راوی حسن جنگ میں موجود نہیں تھے۔ حسن سے آگے سند نہیں ہے۔ یہ روایت لغو ہے۔

بصرہ میں عبیداللہ بن زیاد کے مکان کے سامنے دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کے مقابل پڑاؤ کیا (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۱۳ و صفحہ ۵۱۴)۔ سند میں ابوبکر الھذلی ضعیف ہے۔ غندر نے اُسے کذاب کہا ہے۔ (میزان الاعتدال)۔

بصرہ میں حضرت علیؓ سے پوچھا گیا: ہمیں اس سفر کا مقصد بتائیے (آپ کیوں آئے ہیں)۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ان دونوں نے (یعنی طلحہؓ اور زبیرؓ نے) مدینہ میں میری بیعت کی اور بصرہ میں میری مخالفت کررہے ہیں۔ اگر کوئی شخص ابوبکرؓ کی مخالفت کرتا تو ہم اُس سے لڑتے، اسی طرح اگر کوئی شخص عمرؓ کی مخالفت کرتا تو ہم اُس سے ضرور لڑتے اب یہ ہماری مخالفت کررہے ہیں تو ہم ان سے لڑیں گے)۔ (فتح الباری جزء ۱۶ صفحہ ۱۶۵ بحوالہ مسند اسحٰق بن راہویہ) سند میں ایک راوی سالم مرادی ہے۔ وہ شیعہ تھا (تہذیب) حسن سے آگے سند نہیں ہے۔

ایک شخص حضرت علیؓ کے پاس آیا۔ اُس نے پوچھا: آپ ان لوگوں سے کیوں لڑ رہے ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا: ہم حق پر ہیں (اور یہ ناحق پر)۔ اس نے کہا: وہ کہتے ہیں کہ ہم حق پر ہیں (اور آپ لوگ ناحق پر)۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: میں ان سے بیعت توڑنے کی بناء پر لڑ رہا ہوں (فتح الباری جزء ۱۶ صفحہ ۱۶۷ بحوالہ اخبار البصرہ لعمر بن شبہ)۔ اس روایت کی سند میں علاء ابومحمد کذاب ہے۔ وہ حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔

جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے آگئے تو حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ سے فرمایا: یہ لشکر تم کیوں لے کر آئے ہو۔ حضرت زبیرؓ نے کہا: میں آپ کو اپنے سے زیادہ خلافت کا اہل نہیں سمجھتا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: تم بھی تو خلافت کے اہل نہیں ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا: یہ ایک دن ضرور تم سے لڑیں گے اور یہ ان کی زیادتی ہوگی۔ یہ سن کر حضرت زبیرؓ میدان سے ہٹ گئے اور کہا اللہ کی قسم میں تم سے کبھی جنگ نہیں کروں گا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے حضرت زبیرؓ کو طعنے دیئے تو انہوں نے اپنی قسم کے کفارے میں اپنے غلام سرجس کو آزاد کردیا اور پھر میدان میں آکر ڈٹ گئے (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۲۰) زہری سے آگے سند نہیں ہے۔

جمل کے دن حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ نے تنہائی میں ملاقات کی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا =

حضرت علی رضؓ نے حضرت حسنؓ سے فرمایا: اے حسنؓ، کوئی کسی طرف شامل ہو گیا اور کوئی کسی طرف۔ تمہاری ماں تم کو گم کرے۔ تمہارا میرے کام کے متعلق کیا گمان ہے؟ ان غافل بچکانہ حرکت کرنے والوں کے درمیان صلح کراؤ۔ اللہ کی قسم اس کے بعد مجھے خیر نظر نہیں آتی۔ حضرت حسن رضؓ نے کہا: خاموش رہیئے۔ کہیں آپ کے ساتھی نہ سن لیں۔ وہ کہیں گے کہ آپ شک میں مبتلا ہیں لہٰذا وہ آپ کو قتل کر دیں گے (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ ص۲۷۸)۔ سندہ صحیح۔

= ہوں بتاؤ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ (اے زبیر رضؓ) "تم ضرور علیؓ سے جنگ کرو گے اور تم اس پر زیادتی کر رہے ہو گے پھر تمہارے مقابلہ میں اس کی مدد کی جائے گی"۔ حضرت زبیر رضؓ نے فرمایا: ہاں میں نے سنا تھا۔ میں ہرگز آپ سے جنگ نہیں کروں گا (فتح الباری کتاب الفتن جزء ۱۶ ص۱۶۵ بحوالہ اسحاق بن راہویہ و مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ ص۲۸۳)۔ اس قصہ کے راوی عبدالسلام کا جمل میں شریک ہونا ثابت نہیں (تہذیب التہذیب) لہٰذا یہ قصہ لغو ہے۔

حضرت علی رضؓ نے حضرت زبیرؓ سے کہا: اے اللہ کے بندے، اے اللہ کے بندے۔ حضرت زبیرؓ ان کی طرف متوجہ ہوئے تو حضرت علی رضؓ نے ان سے فرمایا: تمہیں وہ دن یاد ہے کہ جب میں تم سے سرگوشی کر رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے فرمایا تھا: تم ان سے سرگوشی کر رہے ہو، اللہ کی قسم تم ایک دن ضرور ان سے لڑو گے اور تم ان پر زیادتی کر رہے ہو گے۔ حضرت زبیرؓ یہ بات سن کر لوٹ گئے (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ ص۲۸۲)۔ ایک راوی کا نام نہیں لیا گیا۔ (طبری کے ص۲۸۳ پر ایک اور سند ہے۔ آخری راوی عبدالسلام کا واقعہ جمل میں شریک ہونا ثابت نہیں۔

لوگوں نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیر رضؓ پر دباؤ ڈالا کہ حضرت علیؓ پر حملہ کریں اور انہیں ختم کر دیں۔ یہ بہت اچھا موقع ہے۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے انکار کر دیا۔ کعب بن سور نے بھی اپنی قوم سے یہی بات کہی۔ قوم نے کعب کا مشورہ ماننے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا ہم صلح کے خواستگار ہیں (طبری جزء ۳ ص۵۰۸ و ص۵۰۹)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

حضرت علیؓ نے خطبہ دیا۔ انہوں نے فرمایا: اے لوگو، اپنے کو قابو میں رکھو، اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو، ان لوگوں سے کچھ نہ کہو۔ وہ بھی ہمارے بھائی ہیں (طبری جزء ۳ ص۵۰۹)۔ سیف راوی کذاب ہے۔

کعب بن سور نے ازدیوں کے سردار صبرہ سے کہا مجھے صلح ہوتی نظر نہیں آتی۔ تم اپنی قوم (اہل یمن) کو لے کر علیحدہ ہو جاؤ۔ صبرہ نے کہا: میں اصلاح سے الگ رہوں اور اگر صلح نہ ہو تو ام المؤمنینؓ، حضرت طلحہ رضؓ اور حضرت زبیر رضؓ کو رسوا کر دوں۔ الغرض اہل یمن نے شرکت کا فیصلہ کیا (طبری جزء ۳ ص۵۱۵)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

کعب بن سور حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کے پاس گئے اور ان سے کہا: لوگ جنگ کے بغیر نہیں مانیں گے۔ آپ چلیئے، شاید آپ کی وجہ سے صلح ہو جائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ ہودج میں سوار ہوئیں جس پر زرہیں لگا دی گئی تھیں (طبری جزء ۲ ص۵۱۸ و ص۵۱۹)۔ سیف راوی کذاب ہے۔

حضرت ابوبکرہ رضؓ سے پوچھا گیا: آپ نے اہل بصرہ کی مدد کیوں نہیں کی۔ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا آپ نے فرمایا تھا لالچی لوگ خروج کریں گے، وہ فلاح نہیں پائیں گے (اگرچہ) ان کی قائد جو خاتون ہوں گی وہ جنت میں جائینگی (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ ص۲۶۶)۔ اس روایت کی سند میں ایک راوی عمرو بن الهجنع ہے جو پہچانا نہیں جاتا۔ اس کا کوئی متابع بھی نہیں (میزان الاعتدال جزء ۳ ص۲۳۲)۔ لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔ مزید برآں یہ روایت صحیح بخاری کی روایت کے خلاف ہے جس میں ان کی عدم شرکت کی وجہ خاتون کا سربراہ ہونا بتایا گیا ہے (صحیح بخاری کتاب الفتن باب بعد باب الفتنۃ التی تموج کموج البحر جزء ۹ ص۶۸)۔

حضرت ابوبکرہ رضؓ نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ سے کہلوایا: "بے شک آپ (میری) ماں ہیں اور بے شک آپ کا بہت بڑا حق ہے لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ قوم ہرگز فلاح نہیں پائے گی جس کی حکمراں عورت ہو="

حضرت علی رض نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض کی طرف سے ایک آواز آتی ہوئی سنی تو فرمایا: دیکھو یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ لوگ دیکھنے کے لئے گئے اور واپس آکر بیان کیا کہ ام المؤمنین کے ساتھی حضرت عثمان رض کے قاتلوں کے خلاف نعرے لگا رہے ہیں۔ حضرت علی رض نے فرمایا: اے اللہ عثمان رض کے قاتلوں کو رسوا کر (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ ص ۲۷۷)۔ سندہ صحیح۔

؎ (فتح الباری جزء ۱۶ ص ۱۶۶ بحوالہ اخبار البصرة لعمر بن شبہ) اس روایت کا راوی مبارک بن فضالہ ضعیف، کثیر الخطاء ہے۔ مبارک اس روایت کو حسن سے روایت کرتا ہے اور حسن سے اس کی روایت قابل احتجاج نہیں ہوتی (تہذیب التہذیب)۔

دونوں لشکروں کے درمیان ایک خیمہ لگایا گیا جو تین دن تک لگا رہا۔ حضرت علی رض، حضرت طلحہ رض اور حضرت زبیر رض اس میں آیا کرتے تھے اور جو اللہ چاہتا گفتگو کرتے تھے (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ ص ۲۶۲) راوی ابو الاحوص پہچانا نہیں جاتا۔

حضرت علی رض نے حضرت طلحہ رض اور حضرت زبیر رض سے پوچھا: کیا تم دونوں نے بیعت نہیں کی تھی۔ انہوں نے کہا: ہم تو حضرت عثمان رض کا خون طلب کرنے آئے ہیں۔ حضرت علی رض نے فرمایا۔ میرے پاس تو عثمان رض کا خون نہیں ہے (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ ص ۲۸۷)۔ اس روایت کی سند میں زائدہ ہے جو پہچانا نہیں جاتا۔ زائدہ نام کے کئی راوی ہیں بعض بہت زیادہ ضعیف ہیں۔ دوسرا راوی عمرو بن قیس ہے۔ وہ بھی پہچانا نہیں جاتا۔ اس نام کے بھی کئی راوی ہیں۔

جمل کے دن محمد بن ابی بکر یا محمد بن طلحہ نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ سے پوچھا: اے ام المؤمنین، آپ مجھے کیا حکم دیتی ہیں۔ فرمایا اگر تم یہ کر سکتے ہو کہ آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے دو بیٹوں میں سے جو اچھا تھا اس کے مثل ہو جاؤ تو (ضرور) ایسا کرو (یعنی لڑو نہیں) (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ ص ۲۸۲)۔ آخری راوی مجاہد کا محمد ابن ابی بکر یا محمد بن طلحہ سے ملاقات کرنا ثابت نہیں۔

حضرت علی رض نے حضرت قعقاع رض صحابی کو اہل بصرہ کی طرف قاصد بنا کر روانہ کیا۔ جب وہ جانے لگے تو حضرت علی رض نے ان سے فرمایا: (جاؤ اور) حضرت طلحہ رض اور حضرت زبیر رض کو الفت اور جماعت کی دعوت دو، تفرقہ سے ڈراؤ۔ حضرت قعقاع پہلے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض کی خدمت میں آئے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض کو سلام کیا اور عرض کیا: اے میری ماں، آپ نے کیوں تکلیف کی۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض نے فرمایا: اے میرے بیٹے، ہم لوگوں کے درمیان اصلاح کرانے آئے ہیں۔ پھر حضرت طلحہ رض اور حضرت زبیر رض کو بھی وہاں بلا لیا گیا۔ انہوں نے بھی حضرت قعقاع رض سے یہی بات کہی۔ حضرت قعقاع نے پوچھا: اصلاح کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ حضرت طلحہ رض اور حضرت زبیر رض نے فرمایا: حضرت عثمان رض کے قاتل قتل کر دیے جائیں۔ حضرت قعقاع رض نے کہا: آپ نے حضرت عثمان رض کے بصری قاتلوں کو قتل کر دیا ہے۔ لوگ غضبناک ہو گئے ہیں اور آپ کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ اسی طرح اگر آپ نے دوسرے شہروں کے لوگوں کے ساتھ بھی کیا تو بڑی تباہی آئے گی۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض نے فرمایا: تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت قعقاع رض نے کہا: اس کام کے لئے سکون کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا: (اے قعقاع رض) تم نے اچھی اور مناسب بات کہی ہے۔ اگر حضرت علی رض کا بھی یہی خیال ہے تو صلح ہو جائے گی۔ حضرت قعقاع رض حضرت علی رض کے پاس گئے اور ان سے سارا حال بیان کر دیا۔ حضرت علی رض بہت خوش ہوئے (طبری جزء ۳ ص ۵۰۲ و ص ۵۰۳)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

قبیلہ مضر، قبیلہ ربیعہ، اہل یمن (وغیرہ) کو صلح ہو جانے کے سلسلہ میں کسی قسم کا شک نہیں تھا۔ حضرت طلحہ رض اور حضرت زبیر رض کے ساتھیوں نے حکیم اور مالک کو حضرت علی رض کی طرف لوٹایا اور ان سے کہلوایا کہ ہم (حضرت) قعقاع رض کے فیصلہ پر قائم ہیں۔ آپ آگے تشریف لائیے۔ دونوں لشکر آگے بڑھے اور ایک دوسرے کے سامنے آ گئے۔ تمام قبائل ایک دوسرے کے لشکر میں آنے جانے لگے اور ملنے جلنے لگے۔ سب کی نیت صلح کی تھی اور سب صلح ہی کا تذکرہ کر رہے تھے۔ دونوں لشکروں کے درمیان حضرت =

= علیؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ کی ملاقات ہوئی صلح کرنے پر اتفاق ہو گیا۔ صلح کے شرائط طے پا گئے۔ حضرت علیؓ،
حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اپنے اپنے لشکروں میں لوٹ گئے۔ دونوں لشکروں میں اعلان کر دیا گیا کہ قصاص کے
معاملہ میں تمام معاملات طے ہو گئے ہیں اور باہم صلح ہو گئی ہے۔ اس اعلان کے بعد لوگوں نے بڑے اطمینان سے رات گزاری۔
(طبری جزء ۳ ص۵۱۷) ۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

اہل کوفہ سے جب پوچھا جاتا تھا کہ آپ لوگوں کا کیا ارادہ ہے تو وہ کہتے تھے ہم لڑنے کے ارادے سے نہیں آئے، ہم تو
صلح کے لئے آئے ہیں۔ الغرض دونوں طرف صلح ہی کا چرچا تھا (طبری جزء ۳ ص۵۰۶)۔ راوی مصعب بن سلام بہت ضعیف
بلکہ منکر الحدیث ہے۔ وہ شیعہ تھا (تہذیب)

صلح کا معاملہ طے ہو جانے کے بعد قاتلینِ عثمانؓ نے رات جاگ کر گزاری (وہ سمجھ رہے تھے کہ صلح ان کے خونوں پر ہوئی
ہے۔ وہ آپس میں مشورہ کرتے رہے بالآخر) انہوں نے طے کیا کہ خاموشی کے ساتھ جنگ چھیڑ دی جائے (طبری جزء ۳ ص۵۰۸)
سیف راوی کذّاب ہے۔

یہ بھی طے پایا کہ انہی لوگوں کے ساتھ ملے جلے رہیں اور جب یہ دونوں فریق ملیں تو جنگ چھیڑ دیں (طبری جزء ۳ ص۵۰۸)۔
سیف راوی کذاب ہے۔

سبائی ایجنٹوں نے کچھ تیر اس لشکر میں پھینک دئے کچھ تیر دوسرے لشکر میں پھینک دئے، دونوں لشکروں نے سمجھا ہم
سے غدّاری ہوئی (سیرت الاخوین مرتب کردہ خالد گھر جاکھی ص۱۹۵) نہ سند ہے اور نہ حوالہ۔

طے شدہ منصوبہ کے مطابق قاتلینِ عثمانؓ نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے لشکر پر صبح اندھیرے ہی میں حملہ کر دیا۔
حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ فوراً باہر نکلے۔ پوچھا کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا: اہل کوفہ نے حملہ کر دیا۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ
نے فرمایا: ہم تو پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ علیؓ باز نہیں آئیں گے جب تک خونریزی نہیں کر لیں گے۔ حضرت علیؓ نے بھی فوراً دریافت
کیا: یہ کیا ہوا؟ لوگوں نے بتایا ادھر سے حملہ ہوا ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: میں پہلے ہی کہتا تھا کہ یہ دونوں باز نہیں آئیں گے
جب تک خونریزی نہیں کر لیں گے (طبری جزء ۳ ص۵۱۸)۔ سیف راوی کذاب ہے۔

حضرت عمارؓ نے حضرت طلحہؓ پر بار بار تلوار کے وار کئے۔ حضرت زبیرؓ نے ہر وار کو روکا لیکن اُن پر حملہ نہیں کیا۔ آخر
حضرت عمارؓ تھک گئے اور واپس ہو گئے (تاریخ اسلام محمد اکبر شاہ نجیب آبادی جلد اوّل ص۴۵۷)۔ بے سند اور بے حوالہ ہے۔

جنگ شروع ہوتے ہی حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ میدان سے الگ ہو گئے (تاریخ اسلام محمد اکبر شاہ نجیب آبادی جلد
اول ص۴۵۸)۔ بے سند اور بے حوالہ ہے۔

لڑائی اس طرح شروع ہوئی کہ دونوں لشکروں کے بچوں نے ایک دوسرے کو برا کہنا شروع کیا۔ پھر انہوں نے تیر چلائے، پھر
غلاموں نے اُن کی پیروی کی، پھر بے وقوف لوگ بھی شامل ہو گئے (طبری جزء ۳ ص۵۰۶)۔ راوی مصعب بن سلام بے حد ضعیف
اور منکر الحدیث ہے۔ وہ شیعہ تھا (تہذیب)

حضرت علیؓ نے ہاتھ روکے رکھا یہاں تک کہ مخالفین نے ابتداء کی۔ حضرت علیؓ نے ظہر کے بعد لڑائی شروع کی (المصنف
ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ ص۲۸۶)۔ زائدہ اور عمرو بن قیس پہچانے نہیں جاتے =

حضرت زبیرؓ کی شہادت

حضرت ابن عباسؓ نے حضرت زبیرؓ سے کہا: جب تم علیؓ ابن ابی طالب ابن عبدالمطلب سے لڑ رہے ہو تو صفیہ بنت عبدالمطلب کہاں ہوں گی (یعنی تمہاری والدہ جو حضرت علیؓ کی پھوپی ہیں اُن کا کیا حال ہوگا)۔ یہ سن کر حضرت زبیرؓ لوٹ گئے۔ عمرو بن جرموز نے انہیں قتل کر دیا (طبقات ابن سعد جزء ۳ صـ۱۱۱ ـ سندہ صحیح)۔

= حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے شور کی آواز سنی تو انہوں نے پوچھا یہ کیسا شور ہے؟ کعب نے کہا جنگ شروع ہو گئی ہے (طبری جزء ۳ صـ۵۱۸ و صـ۵۱۹)۔ سیف راوی کذّاب ہے۔

سبائی برابر جنگ کی آگ بھڑکا رہے تھے۔ دونوں طرف سے ہاتھ روکنے کا اعلان ہو رہا تھا۔ دونوں لشکر نہ بھاگنے والوں کو قتل کر رہے تھے اور نہ زخمی پر ہاتھ اٹھا رہے تھے (طبری جزء ۳ صـ۵۱۸)۔ سیف راوی کذّاب ہے۔

حضرت علیؓ کے میمنہ نے اہل بصرہ کے میسرہ پر حملہ کیا۔ سخت جنگ ہوئی۔ عصر تک جنگ ہوتی رہی (طبری جزء ۳ صـ۵۲۲)۔ ابو مخنف راوی کذّاب ہے۔

حضرت عمارؓ نے حضرت زبیرؓ کے نیزوں سے چوکے لگائے اور کہا اے زبیرؓ، تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو۔ حضرت زبیرؓ نے کہا: نہیں۔ میں واپس جا رہا ہوں۔ حضرت زبیرؓ نے کہا: اے عمارؓ کیا تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو؟ حضرت عمارؓ نے کہا: اے ابو عبداللہ نہیں (طبری جزء ۳ صـ۵۲۲)۔ راوی ابو الحسن پہچانا نہیں جاتا۔

ان میں سے کسی کو معلوم نہیں ہو سکا کہ جنگ کیسے شروع ہوئی (البدایہ والنہایہ جزء ۷ صـ۲۳۹)۔ بے سند اور بے حوالہ ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کو صلح کی توقع تھی لیکن لوگوں نے اچانک جنگ شروع کر دی (طبری جزء ۳ صـ۵۲۴)۔ راوی سیف کذّاب ہے۔

یہ لوگ (یعنی اہل بصرہ) جمع ہوئے لیکن انہوں نے نہ خونریزی کی اور نہ جنگ کی۔ جب رات ہوئی تو قاتلین عثمانؓ کو معلوم ہوا کہ ان کو تلاش کیا جا رہا ہے اور ان کے خلاف تدبیر ہونے والی ہے۔ یہ لوگ حضرت طلحہؓ کے لشکر میں گھس گئے اور تلوار چلانے لگے۔ ان لوگوں نے مدافعت کی یہانتک کہ یہ لوگ حضرت علیؓ کے لشکر سے مل گئے۔ انہوں نے بھی مدافعت کی۔ ہر گروہ بغیر شک کے یہ گمان کر رہا تھا کہ دوسرے گروہ نے اس کے ساتھ جنگ کی ہے (الملل والنحل لابن حزم جزء ۴ صـ۱۵۸)۔ بے سند ہے۔

حضرت زبیرؓ میدان سے لوٹے اور وادی السباع کی طرف جانے لگے۔ انہوں نے دیکھا کہ دو آدمی ان کا پیچھا کر رہے ہیں تو وہ واپس لوٹے اور اس شدت کے ساتھ حملہ کیا کہ مخالفین کی صفیں منتشر ہو گئیں (طبری جزء ۳ صـ۵۲۳)۔ سیف راوی کذّاب ہے۔

حضرت زبیر واپس جا رہے تھے کہ ایک شخص نعر نامی انہیں راستے میں ملا۔ اس نے کہا: اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حواری، آپ کہاں جا رہے ہیں؟ میرا ذمہ ہے، آپ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت زبیرؓ اس کے ساتھ چلے گئے۔ ایک شخص احنف کے پاس آیا کہنے لگا یہ زبیر (جا رہے) ہیں۔ احنف نے کہا: انہیں امن کیسا؟ انہوں نے مسلمین کو جنگ کے لئے جمع کیا اور اب اپنے گھر چلے۔ عمیر بن جرموز نے اور چند باغی لوگوں نے یہ بات سنی۔ انہوں نے حضرت زبیرؓ کو تلاش کیا اور ان پر ناگہانی حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صـ۲۷۳)۔ اس روایت کی سند میں عمر بن جاوان ہے جو پہچانا نہیں جاتا (میزان الاعتدال جزء ۳ صـ۲۵)۔

حضرت زبیرؓ احنف کے پاس سے گذرے۔ احنف نے کہا یہی وہ صاحب ہیں جو لوگوں میں فساد کراتے ہیں۔ دو آدمیوں نے ان کا پیچھا کیا۔ ایک نے نیزہ چبھویا۔ دوسرے نے قتل کر دیا (طبقات ابن سعد جزء ۳ صـ۱۱۱)۔ آخری راوی ابو خالد کا جنگ جمل میں شریک ہونا ثابت نہیں =

= حضرت زبیرؓ فوج کے ساتھ میدان سے روانہ ہو گئے۔ وہ احنف کے پاس پہنچے۔ احنف نے کہا: آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا: مسلمین کے اتحاد کا۔ پھر وہ فوج کے ساتھ اس کے گھر چلے گئے۔ باغی لوگوں نے ان پر حملہ کیا اور انہیں شہید کر دیا (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ ص۲۷۳)۔ راوی حصین اور عمر بن جاوان کا حال نہیں ملتا۔ یہ روایت المطالب میں بھی ہے (المطالب ۲۹۷/۴)۔ راوی اسحاق پہچانا نہیں جاتا۔

عمر بن جرموز نے حضرت زبیرؓ کو سوتے میں قتل کیا (البدایہ جزء ۷ ص۲۴۱)۔ بے سند اور بے حوالہ ہے۔ عمر بن جرموز نے وادی سیاع میں حضرت زبیرؓ کو سوتے میں قتل کیا (المختصر فی اخبار البشر جزء اول ص۱۷۴)۔ یہ روایت بے سند ہے۔

جون بن قتادہ کہتے ہیں: میں جمل کے دن حضرت ابن زبیرؓ کے ساتھ تھا۔ احنف نے عمرو بن جرموز اور ایک اور شخص سے کہا: ان پر حملہ کرو۔ پھر عمرو بن جرموز آیا اور اس نے کہا: میں نے حضرت زبیرؓ کو وادی السباع میں قتل کر دیا (طبقات ابن سعد جزء ۳ ص۱۱۱)۔ راوی قرہ بن الحارث کا حال نہیں ملتا۔ یہ مجہول ہے۔

حضرت زبیرؓ میدان جمل سے مدینہ جانے کے لئے روانہ ہو گئے۔ ایک شخص نے احنف سے جا کر کہا: زبیرؓ یہاں ہیں۔ عمیر، فضالہ اور نقیع یا نفیل نے ان پر حملہ کیا۔ عمیر نے نیزہ چبھویا۔ زبیرؓ نے اس پر حملہ کیا تو اس نے کہا: اللہ اللہ۔ حضرت زبیرؓ رک گئے۔ پھر ایک جماعت نے مل کر ان پر حملہ کیا اور انہیں قتل کر دیا۔ حضرت علیؓ اور ان کے ساتھی (ان کے انتقال کی خبر سن کر) بہت روئے (ابن سعد جزء ۳ ص۱۱۲)۔ خالد بن سمیر سے آگے سند نہیں ہے۔

عمرو بن جرموز نے حضرت علیؓ سے (ملاقات کی) اجازت طلب کی۔ حضرت علیؓ نے اس کو اپنے پاس بلانا پسند نہیں کیا۔ اس نے کہا: "ربے اصحاب بلاء"۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: تیرے منہ میں خاک (ابن سعد جزء ۳ ص۱۱۳)۔ آخری راوی ابراہیم سے آگے سند نہیں ہے۔

جنگ اچانک شروع ہو گئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے شور کی آواز سنی تو فرمایا: یہ کیسا شور ہے؟ کعب نے کہا جنگ شروع ہو گئی ہے۔ ابھی وہ میدان ہی میں کھڑی ہوئی تھیں کہ شکست کی خبر پہنچی۔ حضرت زبیرؓ سامنے سے آتے ہوئے دکھائی دئے۔ وہ میدان چھوڑ کر وادی السباع چلے گئے (طبری جزء ۳ ص۵۱۸ و ص۵۱۹)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔ اس سے پہلے گذر چکا ہے کہ وہ لڑائی شروع ہوتے ہی واپس ہو گئے تھے۔ کتنا تضاد ہے!

حضرت زبیرؓ جب واپس ہوئے تو احنف کے لشکر کے پاس سے گذرے۔ احنف نے کہا: کون ان کی خبر لائے گا۔ عمرو بن جرموز نے کہا: میں خبر لاتا ہوں۔ عمرو ان کے پیچھے پیچھے جانے لگا۔ حضرت زبیرؓ نے اس سے پیچھے پیچھے آنے کا سبب پوچھا۔ اس نے کہا: میں حالات معلوم کرنے کے لئے آرہا ہوں۔ حضرت زبیرؓ کے غلام نے کہا: آپ اسے چھوڑئیے، نماز پڑھیئے۔ حضرت زبیرؓ نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ عمرو بن جرموز نے بحالت نماز انہیں نیزہ مار کر قتل کر دیا۔ احنف عمرو بن جرموز کو لے کر حضرت علیؓ کے پاس گیا اور ان سے سارا حال بیان کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: اے احنف کیا تو نے اچھا کام کیا؟ اس نے کہا: میں نے اسے اچھا ہی سمجھا۔ حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ کی تلوار اس سے لے کر حضرت عائشہ طاہرہ مطہرہؓ کو بھیج دی (طبری جزء ۳ ص۵۴۰)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد دلائی۔ آپ نے حضرت زبیرؓ سے فرمایا =

= تھا کہ (اے زبیرؓ) تم علیؓ سے لڑو گے اور تم ظالم ہو گے۔ حضرت زبیرؓ لوٹ گئے اور وادی السباع میں مقیم ہو گئے۔ وہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ابن جرموز نے انہیں قتل کر دیا (اسد الغابہ جزء ۲ صفحہ ۱۹۹) بے سند ہے۔

حضرت زبیرؓ کا قاتل حضرت علیؓ کے پاس آیا۔ اس نے حضرت علیؓ سے اجازت طلب کی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: اسے اجازت دو اور دوزخ کی بشارت دو (طبری جزء ۲ صفحہ ۵۲۰)۔ زہری سے آگے سند نہیں ہے۔ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت علیؓ نے اسے بلانا پسند نہیں کیا۔

جب حضرت زبیرؓ کو معلوم ہوا کہ حضرت عمارؓ بھی حضرت علیؓ کے ساتھ ہیں تو انہوں نے ہتھیار اتار دیئے اور اپنی سواری پر سوار ہو کر واپس ہو گئے۔ عمرو بن جرموز نے وادی السباع میں انہیں قتل کر دیا (طبری جزء ۲ صفحہ ۵۲۱)۔ راوی فضیل اور قرہ پہچانے نہیں جاتے۔ پہلے گزر چکا ہے کہ وہ حضرت علیؓ سے ایک حدیث سن کر واپس ہو گئے۔ اس روایت میں ہے کہ حضرت عمارؓ کی شرکت کی وجہ سے واپس ہو گئے۔ تضاد ہی تضاد ہے۔

حضرت طلحہؓ کو ایک تیر آکر لگا جس کا چلانے والا معلوم نہ ہو سکا اس تیر سے ان کی وفات ہو گئی۔ لوگ کہتے ہیں کہ مروان نے چلایا تھا (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۲۰) زہری سے آگے سند نہیں ہے۔

حضرت طلحہؓ کے گھٹنے میں ایک تیر آکر لگا جس کا چلانے والا معلوم نہ ہو سکا۔ حضرت طلحہؓ بصرہ چلے گئے (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۱۸ و صفحہ ۵۱۹)۔ سیف بن عمر کذاب ہے۔

حضرت علیؓ نے حضرت طلحہؓ کو بلایا اور اپنی اولیات بیان کیں۔ حضرت طلحہؓ نے جنگ سے رجوع کر لیا اور صفوں سے علیحدہ ہو گئے۔ مروان نے ان کو تیر مارا جس سے ان کا انتقال ہو گیا (اسد الغابہ جزء ۳ صفحہ ۶۱)۔ یہ روایت بے سند ہے۔

حضرت زبیرؓ لوٹ گئے۔ حضرت طلحہؓ بھی واپس ہو رہے تھے کہ مروان نے ان کے ایک تیر مارا جس سے ان کا انتقال ہو گیا (مروج الذہب المسعودی جزء ۲ صفحہ ۳۶۵)۔ بے سند ہے۔

حضرت طلحہؓ بار بار اپنے ساتھیوں کو پکار رہے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے: میرے پاس آؤ اور ثابت قدمی دکھاؤ۔ حضرت قعقاع نے کہا: آپ زخمی ہو چکے ہیں۔ کسی گھر میں جا کر آرام کریں۔ الغرض وہ بصرہ چلے گئے (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۲۳)۔ سیف بن عمر کذاب ہے۔

حضرت طلحہؓ بصرہ کے ایک گھر میں چلے گئے۔ وہاں ان کا انتقال ہو گیا (البدایۃ جزء ۷ صفحہ ۲۴۱)۔ بے سند ہے۔

حضرت طلحہؓ کے گھٹنے میں ایک تیر آکر لگا جس کا چلانے والا معلوم نہ ہو سکا۔ وہ زخمی ہو گئے لیکن اپنی جگہ پر ڈٹے رہے۔ ان کا موزہ خون سے بھر گیا۔ جب کھڑا ہونا دشوار ہو گیا تو انہوں نے اپنے غلام سے کہا: مجھے اپنے پیچھے بٹھاؤ اور ایسی جگہ لے چلو جہاں مجھے کوئی پہچاننے والا نہ ہو۔ غلام نے انہیں بصرہ کے ایک ٹوٹے ہوئے مکان کے صحن میں لٹا دیا۔ اس مکان میں ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کو بنو سعد کے علاقہ میں دفن کیا گیا (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۳۴)۔ سیف بن عمر کذاب ہے۔

مروان نے ان کو تیر مارا (ابن سعد جزء ۳ صفحہ ۲۲۳)۔ ایک روایت میں قیس سے آگے راوی نہیں ہے۔ دوسری سند میں جو عبد الملک سے مروی ہے دو راوی مجہول ہیں۔ ان کے نام نہیں لئے گئے۔ تیسری سند میں عوف سے آگے راوی نہیں ہے، چوتھی سند میں نافع سے آگے راوی نہیں ہے۔ پانچویں سند میں قتادہ سے آگے راوی نہیں ہے۔ چھٹی سند میں ابن سیرین سے =

= آگے راوی نہیں ہے۔ الغرض اس سلسلہ میں ابن سعد کی تمام روایتیں باطل ہیں۔

حضرت زبیر رض کے واپس جانے کے بعد حضرت طلحہ رض نے بھی واپس جانے کا ارادہ کیا۔ مروان کو ان کا ارادہ معلوم ہوا تو ان کے ایک تیر مارا۔ تیر گھٹنے میں لگا۔ خون بہتا رہا یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا (الاخبار الطوال صفحہ ۱۴۸)۔ بے سند ہے۔

مروان نے حضرت طلحہ رض کے گھٹنے میں تیر مارا۔ گھٹنے سے خون بہنے لگا۔ جب خون کو روکتے تو رک جاتا اور جب چھوڑتے تو بہنے لگتا۔ حضرت طلحہ رض کا گھٹنا سوج گیا۔ حضرت طلحہ رض نے کہا اسے چھوڑ دو۔ یہ تیر اللہ نے بھیجا ہے۔ الغرض ان کا انتقال ہو گیا۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صفحہ ۲۵۹)۔ قیس سے آگے راوی نہیں ہے لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔

حضرت طلحہ رض زخمی ہو گئے تو حضرت علی رض نے انہیں بٹھایا اور ان کے چہرے سے مٹی پونچھی پھر فرمایا میں چاہتا ہوں کہ (میں) ان سے پہلے مرجاتا (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صفحہ ۲۶۹)۔ مستدرک حاکم میں ہے کہ تیس سال پہلے مرجاتا (حاکم ۳/۳۷۲)۔ طلحہ بن مصرف سے آگے سند نہیں ہے نہ طلحہ بن مصرف کا واقعۂ جمل میں موجود ہونا ثابت ہے۔

مروان حضرت طلحہ رض کے ساتھ تھے۔ جب لوگ لڑائی میں گتھم گتھا ہوئے تو مروان نے کہا: آج کے بعد میں (عثمان رض کا) بدلہ طلب نہیں کروں گا۔ انہوں نے ایک تیر پھینکا جو حضرت طلحہ رض کے گھٹنے میں لگا۔ خون بہنے لگا اور کسی طرح بند نہیں ہوا تو حضرت طلحہ رض نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، یہ تیر اللہ نے بھیجا ہے (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صفحہ ۲۷۶) آخری راوی قیس کا واقعۂ جمل میں شریک ہونا ثابت نہیں۔ لہٰذا یہ روایت ثابت نہیں۔

ایک دن حضرت علی رض اور ان کے ساتھی بیٹھے اور حضرت طلحہ رض اور حضرت زبیر رض کی وفات پر روتے رہے (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صفحہ ۲۶۱)۔ روایت کے آخری راوی ابو جعفر سے آگے سند نہیں ہے۔

حضرت علی رض نے ایک نوجوان کو مامور کیا کہ وہ قرآن مجید کو پیش کرے۔ اس نے دونوں گروہوں کے سامنے قرآن مجید کو پیش کیا لیکن لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔ حضرت علی رض نے فرمایا: اب جنگ حلال ہو گئی۔ اب جنگ کرو (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۲۰۔ زہری سے آگے سند نہیں ہے) (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۲۱۔ راوی بشیر بن عاصم کا حال نہیں ملتا)۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض کی طرف سے کعب بن سور قرآن مجید کو اٹھائے ہوئے دونوں لشکروں کو قرآن مجید کا فیصلہ ماننے کی دعوت دے رہے تھے لیکن کسی نے ان کی بات نہ سنی (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۱۱)۔ عمرو بن جاوان پہچانا نہیں جاتا (میزان الاعتدال)۔

حضرت طلحہ رض کا لشکر شکست کھانے لگا لیکن جب اہلِ لشکر نے دیکھا کہ مضر قبیلہ نے حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ مطہرہ رض کے اونٹ کو گھیر لیا ہے تو وہ سب لوٹ آئے اور قلبِ لشکر میں پہنچ کر ڈٹ گئے اور اب نئے سرے سے جنگ شروع ہو گئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض نے کعب کو حکم دیا کہ اترو اور قرآن مجید اٹھا کر انہیں اس کے مطابق فیصلہ کرنے کی دعوت دو لیکن حضرت علی رض کے لشکر میں سب سے آگے سبائی تھے۔ وہ صلح نہیں چاہتے تھے۔ انہوں نے کعب کو قتل کر دیا اور حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض کے ہودج کو تیروں کا نشانہ بنا لیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض نے پکار کر کہا: اے میرے بیٹو، آگے آؤ، اللہ کو یاد کرو، روزِ جزا کا خیال کرو لیکن سبائی کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں تھے (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۲۳)۔ سیف راوی کذاب ہے =

مالک اشتر نے محمد بن طلحہ کو قتل کر دیا اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو زخمی کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اشتر کو زخمی کر دیا (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۴۵۔ سندہ صحیح)۔

= جمل کے روز حضرت علیؓ کے لشکر نے پہلے تیروں سے جنگ کی۔ جب وہ ختم ہو گئے تو انہوں نے نیزے سنبھال لئے حتیٰ کہ تیر بھی ان کے اور ان کے مخالفین کے سینوں سے پار ہونے ہوئے کند ہو گئے۔ اگر گھوڑے ان پر چلنا چاہتے تو چل سکتے تھے پھر حضرت علیؓ نے کہا: اے مہاجرین کی اولاد تلواریں سنبھالو (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۲۳)۔ راوی حسن بن حسین العرنی بہت ضعیف ہے۔ یہ شیعوں کا رئیس تھا۔ محدثین کے نزدیک سچا نہیں تھا (میزان الاعتدال)

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ اور ان کے ساتھیوں نے قاتلین عثمانؓ اور ان کے ساتھیوں پر لعنت بھیجی۔ حضرت علیؓ نے بھی قاتلین عثمانؓ اور ان کے ساتھیوں پر لعنت بھیجی۔ جب اہل بصرہ نے دیکھا کہ سبائیوں کا اصل رخ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کی طرف ہے اور وہ کسی اور طرف حملہ نہیں کر رہے تو بصرہ کے مضریوں نے اونٹ کو گھیر لیا اور کوفہ کے مضریوں پر حملہ کیا۔ جنگ شدت سے جاری ہو گئی (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۲۴)۔ سیف راوی کذّاب ہے۔

حضرت عائشہ طاہرہ مطہرہؓ سرخ اونٹ پر سوار تھیں۔ اونٹ پر ان کا سرخ ہودج رکھا ہوا تھا۔ تیروں کی بوچھاڑ سے وہ سیہی جانور معلوم ہوتا تھا (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۳۸)۔ راوی حسن بن حسین العرنی سچا نہیں تھا (میزان الاعتدال)

ابو رجاء سے روایت ہے کہ ہودج تیروں کی وجہ سے سیہی جانور معلوم ہوتا تھا (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۳۵)، عبداللہ، سلیمان اور ابن عون پہچانے نہیں جاتے۔

ہودج ایک ایسا پرندہ معلوم ہوتا تھا جس کے پر نکل آئے ہوں (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۳۹)۔ سیف راوی کذّاب ہے۔

نماز ظہر کے وقت جنگ بند ہو گئی۔ نماز ظہر کے بعد پھر شروع ہو گئی۔ لشکر کی کمان حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کر رہی تھیں (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۲۴)۔ سیف راوی کذاب ہے۔

اونٹ کے گرد لڑتے ہوئے دس ہزار آدمی مارے گئے۔ ان میں سے نصف تو حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کے ساتھی تھے اور نصف حضرت علیؓ کے ساتھی تھے (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۴۳)۔ سیف راوی کذّاب ہے۔

حضرت علیؓ تلوار سے حملہ کرتے تھے یہاں تک کہ تلوار دوہری ہو گئی پھر لوٹتے اور فرماتے: مجھے ملامت نہ کرو، اس تلوار کو ملامت کرو۔ پھر وہ اپنی تلوار کو سیدھا کر لیتے (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صفحہ ۲۵۵)۔ ایک راوی کا نام نہیں لیا گیا۔

دونوں طرف سے چھوڑے ہوئے تیر ٹکرا رہے تھے۔ تیروں کا بچھونا ہو گیا تھا۔ اگر لوگ چاہتے تو ان پر چل سکتے تھے۔ یہ کہہ رہے تھے اللہ اکبر اور وہ کہہ رہے تھے سبحان اللہ اللہ اکبر۔ سوید بن الحارث کہتے ہیں کاش میں شریک نہ ہوتا۔ عبداللہ بن سلمہ کہہ رہے تھے شریک نہ ہونا میرے لئے باعثِ مسرت نہ ہوتا (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صفحہ ۲۵۸)۔ راوی سوید بن الحارث مجہول ہے۔ اس کا حال نہیں ملتا۔ یہی روایت مصنف جزء ۱۵ کے صفحہ ۲۶۶ پر بھی ہے۔ سند میں حارث بن جمہان الجعفی شیعہ ہے۔ اسی کتاب کی تیسری سند میں جو صفحہ ۲۶۳ پر ہے ابو الاحوص راوی ضعیف ہے (تہذیب)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ زخمی ہو گئے۔ نہ ان کے لشکر کو شکست ہو رہی تھی اور نہ حضرت علیؓ کے لشکر کو۔ جو شخص بھی اونٹ کی مہار پکڑ لیتا تھا وہ ضرور قتل ہو جاتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے مہار پکڑی۔ ان کے مقابلہ کے لئے مالک اشتر نکلا۔ حضرت عبداللہ نے اس پر حملہ کیا۔ وہ دونوں کشتی لڑتے لڑتے نیچے گر گئے۔ حضرت عبداللہ نے چلا کر کہا: لوگو، مجھے بھی قتل کر دو اور مالک کو بھی۔ لوگ برابر جنگ میں مشغول رہے (کسی نے ان کی آواز کی طرف توجہ نہیں کی) (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۲۵)۔ راوی ابو مخنف =

عبداللہ بن بدیل جمل کے دن حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض کے پاس آئے۔ وہ اس وقت ہودج میں تھیں۔ انہوں نے کہا: اے ام المؤمنین، آپ نے مجھ سے کہا تھا علی رض سے چمٹنا۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض نے کوئی جواب نہیں دیا۔ انہوں نے تین دفعہ یہ سوال کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض خاموش رہیں۔ پھر عبداللہ بن بدیل نے لوگوں سے کہا: اونٹ کی کوچیں کاٹ دو۔ لوگوں نے کوچیں کاٹ دیں۔ عبداللہ بن بدیل اور محمد بن ابی بکر نے ہودج کو اتارا اور حضرت علی رض کے سامنے رکھ دیا۔ پھر حضرت علی رض کے حکم سے انہیں عبداللہ بن بدیل کے مکان میں ٹھہرایا گیا (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صـ۲۸۵ ۔ سندہ صحیح)۔

= کذاب ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رض اشتر پر چھپٹے اور کہا: مجھ کو اور مالک کو قتل کر دو (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صـ۲۵۴)۔ راوی بقی بن مخلد کا حال نہیں ملتا۔

لوگ اشتر کو مالک کے نام سے نہیں پہچانتے تھے۔ اگر حضرت ابن زبیر اشتر کہتے تو وہ بچ کر نہیں جا سکتا تھا۔ اشتر حضرت ابن زبیر رض کے ہاتھوں میں تڑپ رہا تھا، بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگ گیا (طبری جزء ۳ صـ۵۳۶)۔ راوی سیف بن عمر کذاب ہے۔

حضرت ابن زبیر رض اور اشتر کا مقابلہ ہوا۔ حضرت ابن زبیر نے اس پر وار نہیں کیا جب تک اس نے پانچ یا چھ مرتبہ وار نہ کیا۔ اس نے حضرت ابن زبیر رض کو ٹانگ پکڑ کر گرا دیا۔ کہنے لگا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہارا رشتہ نہ ہوتا تو تمہارا کوئی عضو سلامت نہ رہنے دیتا (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صـ۲۵۷)۔ عبداللہ بن عنید بن عمیر مجہول ہے۔ اس کا حال نہیں ملتا۔

حضرت علی رض نے ظہر کے بعد لڑائی شروع کی۔ سورج غروب ہوا تو اونٹ کے گرد کوئی نہیں تھا (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صـ۲۸۶)۔ زائدہ اور عمرو بن قیس پہچانے نہیں جاتے۔ ان ناموں کے کئی راوی ہیں۔

جب جنگ نے شدت اختیار کی تو حضرت علی رض نے حضرت حسن رض کی پناہ لی اور فرمایا: اے حسن رض، میں چاہتا ہوں کہ اس واقعہ سے بیس سال پہلے مر گیا ہوتا (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صـ۲۸۸) سلیمان بن صرد سے ابوالضحیٰ کی ملاقات ثابت نہیں۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

سب کے آخر میں زفر بن الحارث نے اونٹ کی مہار پکڑی۔ حضرت قعقاع اس کی طرف بڑھے۔ قعقاع نے بجیر بن دلجہ یا عمرو بن دلجہ سے کہا: اپنی قوم کو بچالے اور اونٹ کو ذبح کر دے ورنہ یہ سب ختم ہو جائیں گے اور ام المؤمنین بھی ختم ہو جائیں گی۔ اس نے کہا: کیا میرے لئے امان ہے۔ حضرت قعقاع نے کہا: ہاں۔ اس نے اونٹ کی پنڈلی کاٹ دی۔ اونٹ گر پڑا۔ قعقاع نے ان لوگوں سے جو اونٹ کے قریب تھے کہا: تم لوگوں کے لئے امان ہے۔ زفر اور بقیۃ بنی عامر نے اونٹ کو گھیر لیا۔ قعقاع اور زفر نے ہودج کو اتار کر زمین پر رکھ دیا اور لوگوں کو وہاں سے ہٹا دیا (طبری جزء ۳ صـ۵۲۲)۔ سیف راوی کذاب ہے۔

لوگ برابر جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت علی رض نے کہا: اونٹ کو ذبح کر دو۔ ایک شخص نے اونٹ کو زخمی کر کے گرا دیا۔ حضرت علی رض نے محمد بن ابی بکر سے کہا: ہودج کو اٹھا لو اور اس پر خیمہ لگا دو اور دیکھو (حضرت) عائشہ رض کو کوئی زخم تو نہیں لگا (طبری جزء ۳ صـ۵۲۸)۔ راوی ابومخنف کذاب ہے۔

محمد بن ابی بکر اور حضرت عمار رض نے ہودج کو اٹھایا اور ایک طرف رکھ دیا۔ پھر حضرت علی رض کے حکم سے ان دونوں نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض کو عبداللہ بن خلف الخزاعی کے مکان میں ٹھہرایا (طبری جزء ۳ صـ۵۳۸)۔ سیف راوی کذاب ہے۔

اعین بن ضبیعہ نے ہودج میں جھانکا (طبری جزء ۳ صـ۵۳۹)۔ سیف راوی کذاب ہے۔

حضرت علی رض نے فرمایا: کسی کا پیچھا نہ کرو، زخمیوں کو قتل نہ کرو، کسی کے گھر میں داخل نہ ہو (طبری جزء ۳ صـ۵۰۶)۔ راوی مصعب بن سلام بے حد ضعیف منکرالحدیث ہے۔ وہ شیعہ تھا (تہذیب التہذیب)==

= حضرت علی رضؓ نے اعلان کرایا: کسی قیدی کو قتل نہ کرو (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۱ ص۲۲۳)۔ باقر سے آگے سند نہیں ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کو عبداللہ بن خلف کے مکان میں ٹھہرایا گیا (المختصر فی اخبار البشر یعنی تاریخ ابی الفداء جزء اوّل ص۱۷۴)۔ یہ روایت بے سند ہے۔

حضرت علی رضؓ نے فرمایا: نہ زخمی کو قتل کرو، نہ پیٹھ پھیر کر جانے والے کو۔ جو ہتھیار ڈال دے اور دروازہ بند کر لے وہ امن میں ہے (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ ص۲۸۶)۔ زائدہ اور عمرو پہچانے نہیں جاتے۔

دوسری روایت جو مصنف ابن شیبۃ جزء ۱۵ کے ص۲۶۳ پر ہے اس کی سند میں السدی کذاب ہے۔

حضرت علی رضؓ نے منادی کرائی کہ سامنے آنے والے اور منہ پھیر کر جانے والے کو قتل نہ کیا جائے۔ کسی کا دروازہ نہ کھولا جائے۔ نہ ان کی عورتیں حلال ہیں اور نہ ان کے مال (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ ص۲۶۶ و ص۲۶۷)۔ راوی جویبر بے حد ضعیف اور متروک الحدیث ہے۔

منادی نے اعلان کیا کہ نہ زخمی کو قتل کیا جائے اور نہ منہ پھیر کر جانے والے کا پیچھا کیا جائے (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ ص۲۶۷)۔ عبد خیر راوی کا واقعہ جمل میں شریک ہونا ثابت نہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے فرمایا: میں چاہتی ہوں کہ میں (اپنے گھر میں) بیٹھی رہتی جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیویاں بیٹھی رہیں (فتح الباری کتاب الفتن بحوالہ طبرانی)۔ سند میں ایک راوی ابو معشر نجیح المدنی ضعیف اور منکر الحدیث ہے۔ نافع وغیرہ سے موضوعات روایت کرتا ہے (تہذیب)۔

جنگ کے بعد حضرت عمار رضؓ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اماں جان، السلام علیک۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے فرمایا: میں تمہاری ماں نہیں ہوں۔ حضرت عمارؓ نے کہا: کیوں نہیں، آپ میری ماں ہیں اگرچہ آپ اس کو ناپسند ہی کیوں نہ کریں (حاکم کتاب الحدود جزء ۴ ص۳۵۳)۔ راوی عمرو بن غالب مجہول ہے (تہذیب) واقعۂ جمل میں اس کی موجودگی ثابت نہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ نے حضرت عمار رضؓ کے سلام کے جواب میں کہا: السلام علی من اتبع الہدیٰ۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا (مسند احمد۔ مسند عائشۃ الصدیقۃ الطاہرۃ المطہرۃ رضؓ۔ جزء ۶ ص۵۸)۔ اس روایت میں بھی عمرو بن غالب راوی ہے جس کو ابن البرقی نے مجہول کہا ہے (تہذیب)۔

جمل کے روز بے شمار آدمی قتل ہوئے۔ اگر آدمی لاشوں پر چلنا چاہتا تو چل سکتا تھا (طبری جزء ۳ ص۵۳۸)۔ سیف راوی کذاب ہے۔

حضرت علیؓ نے مالِ غنیمت تقسیم کرنے سے انکار کر دیا تو لوگوں نے کہا اے امیر المؤمنین۔ آپ نے ہمارے لئے ان کے خون تو حلال کر دئے لیکن ان کی عورتیں حلال نہیں کیں۔ حضرت علی رضؓ نے فرمایا: اہل قبلہ کے ساتھ ایسا ہی کیا جاتا ہے۔ (انہوں نے اصرار کیا تو) فرمایا: اچھا اپنے اپنے حصے لگاؤ اور (حضرت) عائشہ (صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ) کے سلسلہ میں قرعہ اندازی کرو کہ وہ کس کو دی جائیں کیوں کہ وہ ان کی قائد ہیں۔ یہ سن کر وہ لوگ نستغفر اللہ کہتے ہوئے متفرق ہو گئے۔ حضرت =

علی رضؓ اس جھگڑے میں اُن پر غالب آ گئے (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صفحہ ۲۶۳)۔ ابو البختری سے آگے سند نہیں ہے۔ یہ ایک فرضی کہانی ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔

ابو یزید مدینی کہتے ہیں: حضرت عمار رضؓ نے بلوۂ جمل کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ سے کہا: آپ کا یہ سفر اس عہد سے جو آپ سے لیا گیا تھا کتنا دور رہا یعنی آپ کو اپنے گھر میں قرار پکڑنے کا حکم دیا گیا تھا (یہ سفر اس عہد کے خلاف رہا)۔ حضرت عائشہ طاہرہ مطہرہ رضؓ نے فرمایا: تم کون ہو؟ ابو الیقظان؟ انہوں نے کہا ہاں۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم تم حق کہنے والے ہو۔ حضرت عمار رضؓ نے کہا: اللہ کا شکر ہے کہ اس نے آپ کی زبان سے میرے حق میں یہ بات کہلوا دی (فتح الباری جزء ۱۶ صفحہ ۱۶۹ بحوالہ طبری)۔ ابو یزید مدینی کا واقعہ جمل میں شریک ہونا ثابت نہیں لہٰذا یہ روایت لغو ہے۔ مزید برآں "اپنے گھروں میں بیٹھی رہو" کے حکم کو بے محل استعمال کیا گیا ہے۔

حضرت علی رضؓ سے جمل والوں کے متعلق پوچھا گیا: کیا وہ مشرک ہیں؟ فرمایا شرک سے تو وہ بھاگے ہیں۔ پوچھا: کیا وہ منافق ہیں؟ فرمایا: منافقین تو اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے مگر تھوڑا۔ پوچھا: آخر وہ کیا ہیں؟ فرمایا: ہمارے بھائی ہیں۔ انہوں نے ہم پر زیادتی کی ہے (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صفحہ ۲۵۶ و بیہقی جزء ۸ صفحہ ۱۷۳) راوی ابو العنبس پہچانا نہیں جاتا۔ دوسری سند جو بیہقی جزء ۸ کے صفحہ ۱۷۴ پر ہے اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے)۔

حضرت علی رضؓ نے دونوں طرف کے مقتولین کی نماز جنازہ پڑھائی اور مقتولین کے کٹے ہوئے ہاتھوں اور پیروں کو ایک بڑی قبر میں دفن کر دیا (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۴۲)۔ سیف راوی کذاب ہے۔

اہل بصرہ نے حضرت علی رضؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت علی رضؓ بیت المال گئے۔ اس میں چھ لاکھ سے زیادہ درہم تھے۔ حضرت علی رضؓ نے وہ درہم اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیئے۔ ہر ایک کے حصہ میں پانچ پانچ سو درہم آئے۔ سبائیہ کو یہ تقسیم پسند نہیں آئی۔ انہوں نے حضرت علی رضؓ پر طرح طرح کے اعتراضات کئے (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۴۴)۔ سیف راوی کذاب ہے۔

جمل کے دن حضرت علی رضؓ نے فرمایا: اے اللہ میرا یہ ارادہ نہیں تھا۔ اے اللہ میں یہ نہیں چاہتا تھا (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صفحہ ۲۷۵)۔ حضرت علی رضؓ سے روایت کرنے والا حبیب بن ابی ثابت ہے۔ اس کی حضرت علی رضؓ سے ملاقات نہیں ہوئی لہٰذا اس روایت کی سند منقطع ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ سے ان کے سفر کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: تقدیر میں ایسا ہی تھا (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صفحہ ۲۸۱) راوی عبید بن سعد کا حال نہیں ملتا۔

حضرت علی رضؓ نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ کے شایانِ شان سفر کا سامان مہیا کیا۔ سواری، زادِ راہ اور سامانِ سفر (غرض یہ کہ ہر ضروری چیز) کا انتظام کیا۔ مکہ معظمہ سے ان کے ساتھ آنے والوں میں سے جو لوگ زندہ بچ گئے تھے ان کو بھی روانہ کر دیا سوائے دو شخصوں کے جنہوں نے بصرہ میں قیام کرنا پسند کیا۔ حضرت علی رضؓ نے بصرہ کی مشہور و معروف چالیس عورتوں کو حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ کے ساتھ کر دیا۔ حضرت علی نے سامان سفر کی تیاری کا حکم محمد بن ابی بکر کو دیا تھا (انہوں نے تمام سامان مہیا کیا)۔ جب روانگی کا دن آیا تو حضرت علی رضؓ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں رخصت کرنے کے لئے کھڑے رہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ رخصت کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ نے سب کو رخصت کیا۔ انہوں نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ہم نے (تصاص)

روانگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رض سے فرمایا تھا: عنقریب تمہارے اور عائشہ رض کے درمیان اختلاف ہوگا۔ حضرت علی رض نے عرض کیا تو میں بڑا بدبخت ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ایسا ہو تو عائشہ کو امن کی جگہ لوٹا دینا (مسند امام احمد عن ابی رافع جزء ۶ صہ ۳۹۳۔ سندہٗ حسن)۔

= ہیں) دیر کرنے والا اور کوتاہی کرنے والا سمجھ کر خفگی کا اظہار کیا تھا۔ ہمارے اس اختلاف کی بنیاد پر کوئی شخص کسی شخص پر کسی قسم کی زیادتی نہ کرے۔ میرے اور علی رض کے باہمی تعلقات شروع سے بھاوج اور دیور کے تعلقات کے مثل رہے لیکن میری خفگی کے باوجود وہ یقیناً نیک لوگوں میں سے ہیں۔ حضرت علی رض نے بھی خطاب کیا۔ انہوں نے فرمایا: اے لوگو، اللہ کی قسم انہوں نے سچ فرمایا اور نیک بات کہی۔ میرے اور ان کے تعلقات ایسے ہی رہے (جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے)۔ بے شک وہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ مطہرہ رض روانہ ہوئیں تو حضرت علی رض ان کو چھوڑنے کے لئے کئی میل ان کے ساتھ گئے اور اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ وہ ایک دن ان کے ساتھ رہیں (طبری جزء ۳ صہ ۵۴۷)۔ سیف بن عمر راوی کذاب ہے۔

جب حضرت علی رض غالب ہوگئے تو انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض سے کہلوایا کہ آپ واپس مدینہ چلی جائیں۔ انہوں نے جانے سے انکار کر دیا۔ حضرت علی رض نے کہلوایا: اللہ کی قسم آپ چلی جائیں ورنہ میں بکر بن وائل قبیلہ کی عورتیں بھیج دوں گا جن کا عذاب تیز چھریاں ہیں وہ آپ کو پکڑ لیں گی۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض نے یہ بات دیکھی تو روانہ ہوگئیں (مصنف ابن ابی شیبۃ جزء ۱۵ صہ ۲۸۴)۔ جحش راوی کا حال نہیں ملتا۔ کتنا بڑا جھوٹ ہے جو حضرت علی رض کے ذمہ لگایا گیا ہے۔ حضرت علی رض ایسا نہیں کہہ سکتے۔ یہ ان کے شایانِ شان نہیں۔ مزید برآں حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ وطاہرہ مطہرہ رض کا مدینہ منورہ جانے سے انکار بعید از عقل ہے۔ بصرہ میں آخر وہ کیوں رہتیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض نے فرمایا: مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے پاس ہی دفن کر دینا اس لئے کہ میں نے آپ کے بعد ایک نئی بات کی ہے (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صہ ۲۶۰)۔ اس روایت میں قیس نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض سے سننے کی صراحت نہیں کی۔ مزید برآں یہ روایت صحیح بخاری کی روایت کے بھی خلاف ہے جس میں حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض کے یہ الفاظ ہیں: "میں نہیں چاہتی کہ دوسری بیویوں کے مقابلہ میں مجھے کوئی برتر مقام دیا جائے"۔ الغرض مصنف ابن ابی شیبۃ کی روایت ناقابل اعتبار ہے۔ یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض کے موقف کو غلط ثابت کرنے کے لئے کسی دشمن نے گھڑی ہے۔ دشمن غالباً وہ ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رض اور قیس کے درمیان ہے اور جس کا نام نہیں لیا گیا۔

واقعۂ جمل کا صحیح اور مختصر حال

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔ مہاجرین اور انصار نے بیعت کی۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بصرہ چلے گئے۔ حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ اور حضرت عمارؓ کو کوفے روانہ کیا تاکہ وہ اہل کوفہ کو حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ کی بصرہ میں تشریف آوری سے مطلع کریں۔ حضرت عمارؓ نے کوفہ کے باشندوں سے کہا: اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آزمائش ہے۔ وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ تم کس کی اطاعت کرتے ہو، اُس کی یا اُن کی؟ حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ مطہرہؓ کے ساتھی اور حضرت علیؓ کے ساتھی ایک دوسرے کے قریب فروکش ہو گئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ وطیبہ ومطہرہؓ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں پر لعنت بھیجی تو حضرت علیؓ نے بھی قاتلینِ عثمان پر لعنت بھیجی۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کے ساتھیوں نے قاتلینِ عثمانؓ کے خلاف نعرے لگائے تو حضرت علیؓ نے فرمایا: اللہ قاتلینِ عثمانؓ کو رسوا کرے۔ حضرت عمران بن حصینؓ نے باہمی لڑائی کو پسند نہیں کیا۔ انہوں نے حجیر کی قوم کو اپنی رائے سے مطلع کیا تو حجیر کی قوم کے رؤسا نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہؓ کو نہیں چھوڑ سکتے۔ لڑائی کے آثار نظر آئے تو حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ سے فرمایا: ان نادان لوگوں کو سمجھاؤ کہ لڑائی میں خیر نہیں۔ لڑائی یعنی بلوہ اچانک شروع ہو گیا۔ حضرت زبیرؓ واپس ہو گئے۔ وہ واپس چلے جا رہے تھے کہ راستے میں انہیں عمرو بن جرموز نے قتل کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا اشتر سے مقابلہ ہوا۔ دونوں زخمی ہو گئے۔ حضرت طلحہؓ کے فرزند محمد کو اشتر نے شہید کر دیا۔ عبداللہ بن بدیل نے لوگوں سے کہا: حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کے اونٹ کی کوچیں کاٹ دو۔ لوگوں نے اونٹ کی کوچیں کاٹ دیں۔ عبداللہ بن بدیل اور محمد بن ابی بکرؓ نے ہودج کو اتارا۔ حضرت علیؓ نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کو عبداللہ بن بدیل کے مکان میں ٹھہرایا۔ حضرت علیؓ کو اس واقعہ کا بہت افسوس تھا۔

واقعۂ جمل کا تجزیہ

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضؓ، حضرت طلحہ رضؓ اور حضرت زبیر رضؓ بصرہ چلے گئے۔ کسی صحیح روایت سے نہیں معلوم ہوتا کہ یہ لوگ بصرہ کیوں گئے۔ اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ قصاص طلب کرنے کے لئے گئے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بصرہ کیوں گئے۔ انہیں مدینہ منورہ جانا چاہیئے تھا جہاں اس وقت حضرت علیؓ مقیم تھے اور ان سے قصاص کا مطالبہ کرنا چاہیئے تھا۔ قصاص کے مطالبہ کے لئے کسی خاص شہر کو پسند کرنا سمجھ میں نہیں آتا۔

اگر یہ کہا جائے کہ قاتلینِ عثمانؓ کی ایک بڑی جماعت بصرہ میں تھی لہٰذا ان کو سزا دینے کے لئے بصرہ گئے تو یہ بھی قرین قیاس نہیں۔ سزا دینا تو حکومت کا کام ہے۔ انہوں نے حکومت سے رجوع کیوں نہیں کیا؟

اگر یہ کہا جائے کہ وہ اپنی خلافت چاہتے تھے تو یہ بھی صحیح نہیں۔ امام مہلب کہتے ہیں: ان میں سے کسی ایک سے بھی ثابت نہیں کہ وہ حضرت علیؓ سے اپنی خلافت کے لئے لڑ رہا تھا اور نہ ان میں سے کسی نے اپنی خلافت کی دعوت دی (فتح الباری کتاب الفتن جزء ۱۶ صـ۱۶۶)

اگر یہ کہا جائے کہ قصاص کے مطالبہ کے لئے رائے عامہ ہموار کرنے کے لئے بصرہ گئے تو یہ بھی صحیح نہیں معلوم ہوتا اس لئے کہ رائے عامہ ہموار کرنے کا نتیجہ بغاوت اور خانہ جنگی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ بدامنی ختم نہیں ہوتی بلکہ اور بڑھ جاتی ہے۔ جمہوریت جیسی لعنت کو پھلنے پھولنے کا موقع ملتا ہے۔ الغرض ان لوگوں کا بصرہ جانے کا مقصد ایک معمہ ہے جو کسی صحیح وصریح روایت سے حل نہیں ہوتا۔ البتہ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کا حضرت عثمانؓ کے قاتلوں پر لعنت کرنے اور ان کے ساتھیوں کی قاتلینِ عثمانؓ کے خلاف نعرے لگانے سے اشارۃً یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ وہ لوگ قصاص چاہتے تھے۔

حضرت علیؓ کا اہل کوفہ کو برانگیختہ کرنے کا کیا مقصد تھا؟ کیا وہ قاتلینِ عثمانؓ کا دفاع کرنا چاہتے تھے؟ ایسا تو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ وہ تو علی الاعلان قاتلینِ عثمانؓ کے لئے بددعاء کر رہے تھے۔ یہ بھی مقصد ہو سکتا ہے کہ "قاتلینِ عثمانؓ کوئی شرارت کر بیٹھیں تو ان کی سرکوبی کے لئے ان کے پاس طاقت درجمیت ہونی چاہیئے"

اہلِ کوفہ کو برانگیختہ کرنے کا مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کے ساتھ تعاون کیا جائے اور ان کے ساتھ مل کر قاتلینِ عثمان سے قصاص لیا جائے۔

الغرض اہل کوفہ کو برانگیختہ کرنے کا مقصد بھی ایک معمہ ہے جس کا حل کسی صحیح روایت میں نہیں۔

حضرت علیؓ کے قول سے جو صفحہ ۱۹ پر گزر چکا ہے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں طرف سے بعض نادان لوگ جنگ کا منصوبہ بنا رہے تھے۔ حضرت علیؓ نے اس کو سخت ناپسند کیا اور حضرت حسنؓ سے کہا کہ ان میں مصالحت کی کوشش کریں۔

حضرت زبیرؓ نے بھی جنگ کو پسند نہیں کیا اور واپس چلے آئے۔ راستہ میں عمرو بن جرموز نے انہیں قتل کر دیا۔ کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں ہوتا کہ کس طرح قتل کیا۔

جب دونوں فریق قاتلینِ عثمانؓ کے خلاف تھے تو جنگ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں یہی ہو سکتا ہے کہ قاتلینِ عثمانؓ نے بلوہ کر دیا اور اپنے کو بچانے کی صورت نکالی۔ لہٰذا اس واقعہ کو جنگ کہنا صحیح نہیں۔ یہ ایک بلوہ تھا جس میں حضرت زبیرؓ اور حضرت محمد بن طلحہؓ شہید ہو گئے۔

اونٹ کی کوچیں کیوں کاٹی گئیں، کوچیں کاٹنے کا مقصد کیا تھا کسی صحیح روایت میں نہیں ملتا۔

ہو سکتا ہے کہ وہ باغی ٹولہ جس نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا تھا حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کو بھی شہید کرنا چاہتا ہو اور ہودج پر مسلسل تیر برسا رہا ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کو تیروں کی زد سے بچانے اور محفوظ کرنے کے لئے اونٹ کو بٹھایا گیا ہو اور ان کو کسی محفوظ مقام پر منتقل کر دیا گیا ہو۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کی موجودگی حملہ اور جوابی دفاع کی شدت کے باعث ہو لہٰذا ان کو میدانِ بلوہ سے دور کر کے بلوے کا سدباب کیا گیا ہو۔

بہرحال اونٹ کی کوچیں کاٹنے کا مقصد بھی ایک معمہ ہے۔

الغرض واقعہ جمل میں کئی جگہ خلاء ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی معمولی حادثہ تھا جو محض اتفاقی طور پر بلوہ کی صورت میں نمودار ہوا اور ختم ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ائمۂ دین اور ثقہ راویوں نے اس طرف کوئی خاص توجہ نہیں کی لیکن جب کسی خاص شخص یا اشخاص نے اس اتفاقی حادثہ کو دلفریب بنانا چاہا تو بے شمار روایتیں گھڑ گھڑا کر خلاؤں کو پُر کر دیا اور اس حادثہ کو افسانہ بنا دیا اور صحابۂ کرام کی طرف وہ باتیں منسوب کر دیں جو ان کے شایانِ شان نہیں تھیں۔

افسانۂ جمل اور اس کا تجزیہ

جب حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے تو صحابۂ کرامؓ نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر برضاء و رغبت بیعت کی۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ سے بالجبر بیعت لینے کی تمام روایتیں باطل ہیں۔ افسانہ کی روایت کے مطابق انہوں نے تو خود حضرت علیؓ سے چمٹنے کا حکم دیا تھا تو پھر وہ خود برضاء و رغبت بیعت کیوں نہیں کرتے؟ یہ اس ناول کی من گھڑت باتیں ہیں۔ کس پر یقین کیا جائے؟ صحابہ کرام نے حضرت علیؓ سے

قصاص کا مطالبہ کیا۔ حضرت علیؓ نے مجبوری کا اظہار کیا۔ صحابہ کرام نے ان کی مجبوری کو تسلیم کر لیا اور خاموش ہو گئے۔ جب ملک کے حالات زیادہ خراب ہوئے تو حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ کو بلایا اور ان سے مشورہ کیا۔ ان دونوں نے کہا: آپ ہمیں مدینہ کے باہر جانے دیجئے تاکہ ہم کوئی تدبیر کریں۔ حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ حضرت علیؓ کی اجازت سے مکہ معظمہ چلے گئے۔

حضرت عثمانؓ کے قتل کی خبر سن کر حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ مطہرہؓ نے اہلِ مکہ سے فرمایا: مشورہ کرو پھر ان فتنہ انگیز لوگوں کی طرف چلو۔

حضرت عثمان کی شہادت اور حضرت علیؓ کی برضا و رغبت بیعت کے علاوہ اوپر کی تمام روایتیں جھوٹی ہیں۔ ہر روایت میں سیف بن عمر ہے جو کذّاب ہے۔

افسانۂ جمل میں وہ مقصد بتایا گیا ہے جس مقصد کے لئے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ طیّبہ و مطہرہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ بصرہ گئے تھے اور وہ مقصد یہ تھا کہ باغیوں یعنی حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو عبرتناک سزا دی جائے اور بعد والوں کو آئندہ ایسی حرکت کرنے سے باز رکھا جائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے فرمایا اپنے بھائیوں کے پاس بصرہ چلو۔ لوگوں نے بصرہ جانے کا فیصلہ کیا۔ واقعۂ جمل کے ضمن میں (ص ۳۱ پر) ہم نے اس مقصد پر تبصرہ کیا ہے اُس تبصرہ کی روشنی میں یہ مقصد ناقابلِ فہم ہے۔ یہ تمام روایتیں سیف بن عمر کی روایت کردہ ہیں جو کذّاب ہے۔

لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ سے عرض کیا: آپ بھی چلئے اگر اللہ تعالیٰ نے صلح کرا دی تو بہت اچھا ہے۔ آپ کا مقصد بھی یہی ہے۔ یہ روایت بھی سیف بن عمر نے بنائی ہے۔ مندرجہ بالا روایت کے مطابق وہ تو خود کہہ رہی ہیں "چلو" پھر انہی سے یہ کہنا آپ بھی چلئے ناقابلِ فہم ہے سیف بن عمر نے بلا سوچے سمجھے ناول نویسی کی ہے۔

اوپر ذکر تھا کہ یہ لوگ باغیوں کو سزا دینے کے لئے بصرہ گئے تھے لیکن اس روایت میں صلح کا ذکر ہے۔ باغیوں سے صلح کیسے ہو سکتی ہے؟ باغیوں کو سزا اور باغیوں سے صلح یہ عجیب تضاد ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا: اس قوم کے مقابلہ کے لئے چلو جو تمہاری جماعت میں تفریق پیدا کر رہے ہیں، شاید اللہ تمہارے ذریعہ ان کی اصلاح فرمائے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا: ام المؤمنینؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بصرہ جا رہے ہیں تاکہ اہلِ بصرہ کی اصلاح کریں۔

حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ وغیرہ کی اصلاح کے لئے جا رہے ہیں اور وہ لوگ اہلِ بصرہ کی اصلاح کے لئے جا رہے ہیں۔ عجیب و غریب بیان ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت علیؓ بھی اہلِ بصرہ کی اصلاح کے لئے جا رہے تھے تو پھر اختلاف ختم ہو جانا چاہیئے تھا۔ دونوں کو مل جانا چاہیئے تھا۔

اہلِ بصرہ میں کیا خرابی تھی جس کی اصلاح کے لئے وہ لوگ روانہ ہوئے تھے۔ اگر یہ کہا جائے کہ باغیوں کی اصلاح منظور تھی تو یہ بھی صحیح نہیں اس لئے کہ باغیوں کو تو قصاص میں قتل کرنا تھا۔ اصلاح کیسی؟ الغرض دونوں روایتیں سیف بن عمر ہی کی وضع کردہ ہیں۔

حَوْأب کے چشمہ پر کتّے بھونکنے کی جو روایت ہے وہ بالکل جھوٹ ہے۔ یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ طیبہؓ کے اقدام کو غلط ثابت کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔

بصرہ کے راستہ میں ملیح بن عوف کے سوال پر حضرت زبیرؓ نے فرمایا ہم قاتلینِ عثمانؓ سے جنگ کریں گے۔ اوپر ذکر تھا کہ صلح کرائیں گے یا اصلاح کریں گے یہاں ذکر ہے کہ جنگ کریں گے۔ آخر کس بات کو صحیح سمجھا جائے۔ یہ سب کچھ سیف بن عمر کا کرشمہ ہے۔

بصرہ پہنچ کر حضرت زبیرؓ نے فرمایا: ہم سے بیان کیا گیا تھا کہ یہاں بہت دولت ہے لہٰذا ہم اس کو لینے آئے ہیں۔ اس روایت کی سند میں ایک راوی مجہول ہے۔ اس روایت میں اوپر کی روایتوں کے برخلاف بصرہ جانے کا مقصد دولت حاصل کرنا تھا نہ کہ اصلاح یا صلح یا جنگ۔ آخر کس روایت پر یقین کیا جائے؟

بصرہ کے حاکم عثمان بن حنیفؓ نے حضرت طلحہؓ کے ساتھیوں کو بصرہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ انہوں نے اعلان کرایا کہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

جو لوگ اصلاح کے لئے آرہے ہیں ان کو روکنے کا کیا مقصد تھا۔ حضرت عثمان بن حنیفؓ جو کہ ایک صحابی ہیں ان کا حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ وغیرہ کو روکنا اور ان سے جنگ کا اعلان کرنا ان کی شان کے قطعاً منافی ہے۔ یہ سیف بن عمر کا حضرت عثمان بن حنیفؓ پر بہتان ہے۔

ایک رات کو حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ مع اپنے ساتھیوں کے مسجد گئے۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے امامت کے لئے عبدالرحمٰن بن عتاب کو آگے کر دیا۔ اس پر جاٹوں اور کاشتکاروں نے ہتھیار اٹھا لئے۔ مسجد میں خوب لڑائی ہوئی حضرت عثمان بن حنیفؓ کو حضرت طلحہؓ کے ساتھیوں نے مارا۔ ان کے چہرے کے تمام بال اکھاڑ ڈالے۔ ایک صحابی پر یہ تشدّد اور اس کے ساتھ یہ توہین آمیز حرکات حضرت طلحہؓ یا حضرت زبیرؓ ہرگز برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ یہ واقعہ ابو مخنف کذّاب نے بنایا ہے۔

بالآخر دونوں فریق ایک دوسرے کے مقابل صف آراء ہو گئے۔ حکیم بن جبلہ نے جو منافق تھا جنگ شروع کر دی۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کے منادی جنگ روکنے کا اعلان کرتے رہے اور صرف مدافعت کرتے رہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے اعلان کرایا جو شخص حضرت عثمانؓ کے قتل میں ملوث نہ ہو وہ ہمارے مقابلہ سے ہٹ جائے۔ ہماری جنگ صرف حضرت عثمانؓ کے

قاتلوں سے ہے۔ اس اعلان پر بصرہ کے تمام لوگ جو حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک تھے مقابلہ کے لئے جمع ہو گئے۔ الغرض ایک شخص کے علاوہ جو بھاگ گیا تھا تمام قاتلینِ عثمان قتل کر دئے گئے۔

اس روایت سے ان لوگوں کے بصرہ آنے کا مقصد معلوم ہو جاتا ہے۔ اس مقصد پر ہم ص۳۱ پر تبصرہ کر چکے ہیں۔ یہ مقصد بعید از عقل ہے۔ اس بعید از عقل مقصد کا راوی وہی سیف بن عمر کذاب ہے۔ الغرض حضرت عثمانؓ کے قاتل جو بصرے کے رہنے والے تھے سوائے ایک شخص کے سب قتل ہو گئے۔ یہاں پہنچکر افسانۂ جمل کا پہلا حصّہ ختم ہو جاتا ہے۔ اب دوسرا حصّہ شروع ہوتا ہے۔

کوفہ کے امیر حضرت ابو موسیٰؓ نے حضرت علیؓ کے ساتھ تعاون کرنے سے انکار کر دیا تو حضرت علیؓ نے قرظہ بن کعب کو کوفہ کا امیر مقرر کر دیا اور حضرت ابو موسیٰؓ کو معزول کر دیا۔ حضرت علیؓ نے حضرت عمارؓ کو کوفہ روانہ کیا تاکہ وہاں کے حالات کی اصلاح کریں۔ حضرت حسن نے کوفہ میں اعلان کیا: اللہ کی قسم سوائے اصلاح کے ہمارا کوئی مقصد نہیں ہے۔ الغرض بارہ ہزار آدمی حضرت علیؓ کی مدد کے لئے روانہ ہوئے۔

حضرت علیؓ بارہ ہزار کا لشکر ساتھ لے کر بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت علیؓ چاہتے تھے کہ راستہ ہی میں حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کو روک کر مدینہ منوّرہ روانہ کر دیں لیکن وہ ایسا نہ کر سکے۔ حضرت علیؓ زبدہ پہنچ گئے۔ انہوں نے فرمایا: بے شک طلحہؓ اور زبیرؓ نے بخوشی بیعت کی تھی لیکن اب انہوں نے اس کو توڑنے کا ارادہ کیا ہے۔ حضرت علیؓ نے اُن سے لڑنے کے لئے لوگوں کو ابھارا۔ حضرت علیؓ نے کہا: ہم اصلاح کی غرض سے بصرہ جا رہے ہیں۔ اگر وہ راضی نہیں ہوئے تو ہم اپنی مدافعت کریں گے اور فساد سے احتراز کریں گے۔ ہمارے ساتھ وہ شخص نہ جائے جس نے حضرت عثمانؓ کے قتل میں کسی قسم کا حصہ لیا ہو۔ ہمارا بصرہ جانا صلح کے لئے ہے نہ کہ جنگ کے لئے۔ ہم اصلاح چاہتے ہیں تاکہ امّت کے لوگ پھر بھائی بھائی بن جائیں۔ ہماری نیّت اور ہماری خواہش اصلاح کی ہے۔

ایک طرف تو حضرت علیؓ لوگوں کو لڑنے کے لئے ابھار رہے ہیں تو دوسری طرف فرماتے ہیں ہم اصلاح چاہتے ہیں نہ کہ جنگ اگر وہ لڑیں گے تو ہم صرف مدافعت کریں گے۔ دونوں بیانوں میں کتنا تضاد ہے!!

بصرہ میں دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کے مقابل پڑاؤ کیا۔ حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ سے فرمایا: یہ لشکر تم کیوں لے کر آئے ہو۔ حضرت زبیرؓ نے کہا میں آپ کو اپنے سے زیادہ خلافت کا اہل نہیں سمجھتا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تم بھی تو خلافت کے اہل نہیں ہو۔ پہلے گذر چکا ہے کہ حضرت زبیرؓ نے حضرت علیؓ سے چمٹنے کا حکم دیا اب وہ اپنے ہی قول کے خلاف حضرت علیؓ کے مخالف ہو گئے۔ کیوں؟ یہ روایت لغو ہے۔

حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ سے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ تم

ایک دن مجھ سے ضرور لڑو گے۔ یہ سن کر حضرت زبیرؓ نے کہا: اللہ کی قسم میں تم سے نہیں لڑوں گا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ان کے اس فعل پر طعنہ دیا تو وہ قسم کا کفّارہ ادا کرکے پھر میدان میں آڈٹے۔

لوگوں نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ پر دباؤ ڈالا کہ حضرت علیؓ پر حملہ کر دیں۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ کعب بن سور نے بھی اپنی قوم سے یہی بات کہی۔ قوم نے کہا ہم صلح کے خواستگار ہیں (نہ کہ جنگ کے)۔

حضرت علیؓ نے فرمایا: اے لوگو، اپنے کو قابو میں رکھو، اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔ ان لوگوں سے کچھ نہ کہو۔ وہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔

حضرت عائشہ طاہرہ مطہرہؓ نے محمد بن طلحہؓ سے فرمایا اگر تم یہ کر سکتے ہو کہ آدم (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کے دو بیٹوں میں سے جو اچھا تھا اس کے مثل ہو جاؤ تو ضرور ایسا کرو۔

الغرض لڑائی کوئی نہیں چاہتا تھا۔ اسی خواہش کو عملی جامہ پہنانے کے لئے حضرت علیؓ نے حضرت قعقاعؓ صحابی کو حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کی طرف روانہ کیا۔ حضرت علیؓ نے کہا: جاؤ اور انہیں الفت اور جماعت کی دعوت دو، تفرقہ سے ڈراؤ۔ حضرت قعقاعؓ، حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت قعقاعؓ نے کہا: اے والدۂ محترمہ، آپ نے کیوں تکلیف کی؟ حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ و مطہرہؓ نے فرمایا: ہم اصلاح کرنے آئے ہیں۔ حضرت قعقاعؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ سے بھی ملے۔ انہوں نے بھی یہی کہا: ہم اصلاح کرنے آئے ہیں۔ حضرت قعقاعؓ نے پوچھا: اصلاح کی کیا صورت ہو گی۔ انہوں نے فرمایا: حضرت عثمانؓ کے قاتل قتل کر دئے جائیں۔ حضرت قعقاعؓ نے کہا: آپ نے حضرت عثمانؓ کے بصری قاتلوں کو قتل کر دیا ہے۔ لوگ غضبناک ہو گئے ہیں اور اب انہوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ اسی طرح اگر آپ نے دوسرے شہروں کے لوگوں کے ساتھ بھی یہی کیا تو بڑی تباہی آئے گی۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے فرمایا: تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت قعقاعؓ نے کہا: اس کام کے لئے امن و سکون کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا: (اے قعقاعؓ) تم نے ایک اچھی بات کہی۔ اگر حضرت علیؓ کا بھی یہی خیال ہے تو صلح ہو جائے گی۔ حضرت قعقاعؓ حضرت علیؓ کے پاس گئے اور یہ سب باتیں ان سے بیان کر دیں۔ حضرت علیؓ بہت خوش ہوئے۔

صلح کا سوال تو جب پیدا ہوتا ہے جب دونوں لڑنے آئے ہوں۔ دونوں اصلاح کے لئے آئے ہیں تو لڑائی کیسی اور صلح کیسی؟

دونوں لشکر آگے بڑھے اور ایک دوسرے کے سامنے آ گئے۔ تمام لوگ ایک دوسرے کے لشکر میں آنے جانے لگے۔ سب کی نیت صلح کی تھی اور سب صلح ہی کا تذکرہ کر رہے تھے۔ دونوں لشکروں کے درمیان حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ کی ملاقات ہوئی۔ صلح کے شرائط طے پا گئے۔ اس کے بعد لوگوں نے بڑے اطمینان سے رات گزاری۔ لیکن قاتلینِ عثمانؓ نے رات جاگ کر گزاری۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ صلح ان کے خونوں پر ہوتی ہے۔ مشورے ہوتے رہے بالآخر

یہ طے پایا کہ خاموشی کے ساتھ جنگ چھیڑ دی جائے۔
خاموشی کے ساتھ جنگ چھیڑنے کا صاف مطلب یہ ہے کہ دونوں لشکروں کے درمیان جو کچھ ہوا وہ جنگ نہیں تھی بلکہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کا بلوہ تھا۔

الغرض طے شدہ منصوبہ کے مطابق حضرت عثمان کے قاتلوں نے صبح اندھیرے میں دونوں لشکروں پر حملہ کر دیا۔ دونوں لشکر یہ سمجھتے رہے کہ اُدھر سے حملہ ہوا ہے حالانکہ دونوں طرف حملے کرنے والے سبائی تھے۔ دونوں طرف سے ہاتھ روکنے کا اعلان ہو رہا تھا لیکن سبائی کب باز آنے والے تھے وہ برابر جنگ کی آگ بھڑکا رہے تھے۔ اس بلوے میں حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت محمد بن طلحہؓ شہید ہو گئے۔

حضرت زبیرؓ واپس جا رہے تھے کہ عمرو بن جرموز اور چند باغی لوگوں نے ان پر اچانک حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ عمرو بن جرموز نے حضرت زبیرؓ کو سوتے میں قتل کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ عمرو نے انہیں اس حالت میں شہید کیا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ عجیب تضاد ہے! پھر بھی لوگوں کو اس افسانہ پر اعتماد ہے اور اس کی اشاعت شدّ و مدّ سے جاری ہے۔

حضرت طلحہؓ بھی واپس جا رہے تھے کہ ایک تیر ان کے آ کے لگا۔ وہ زخمی ہو گئے۔ حضرت قعقاعؓ نے کہا: آپ زخمی ہو گئے ہیں کسی گھر میں جا کر آرام کریں یعنی حضرت قعقاعؓ مخالفِ لشکر میں ہوتے ہوئے بھی ان کے خیر خواہ تھے۔ ثابت ہوا کہ وہ بلوہ تھا جنگ نہیں تھی۔

حضرت علیؓ نے حضرت طلحہؓ کو بٹھایا اور ان کے چہرے سے مٹی پونچھی پھر فرمایا میں چاہتا ہوں کہ ان سے پہلے مر جاتا۔

ایک دن حضرت علیؓ اور اُن کے ساتھی حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کی وفات کے صدمہ سے بہت دیر تک روتے رہے۔

کیا یہ باتیں ثابت نہیں کرتیں کہ وہ جنگ نہیں تھی۔ بلوہ تھا۔

حضرت طلحہؓ بصرہ چلے گئے اور ایک مکان میں ان کا انتقال ہو گیا۔

بلوہ جاری تھا کہ حضرت علیؓ نے ایک نوجوان کو مامور کیا کہ وہ قرآن مجید کو دونوں فریقوں کے سامنے پیش کرے۔ اس نے دونوں لشکروں کے سامنے قرآن مجید کو پیش کیا۔ لوگوں نے اُسے قتل کر دیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کے حکم سے کعب بن سور نے بھی قرآن مجید کو پیش کیا لیکن کسی نے ان کی بات نہیں سنی۔ سبائی کسی حال میں بھی صلح کے لئے تیار نہیں تھے۔ انہوں نے کعب کو قتل کر دیا اور حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ و طاہرہؓ کے ہودج کو تیروں کا نشانہ بنا لیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ مطہرہؓ نے فرمایا: اللہ کو یاد کرو، روزِ جزاء کا خیال کرو لیکن سبائی کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں تھے۔ سبائیوں سے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کے لشکر نے بڑی سخت مدافعانہ جنگ کی،

اونٹ کے گرد لڑتے ہوئے دس ہزار آدمی مارے گئے (دس ہزار کی تعداد کتنی مبالغہ آمیز ہے جبکہ) لڑائی ظہر کے بعد شروع ہوئی اور مغرب کے وقت ختم ہو گئی۔

دونوں طرف سے لڑائی بند کرنے کا اعلان اور دونوں طرف سے قرآن مجید کو حکم ماننے کی دعوت دی جا رہی تھی یعنی فریقین نہ لڑ رہے تھے اور نہ لڑنا چاہتے تھے آخر پھر یہ لڑائی کیوں جاری تھی لڑائی اس لئے جاری تھی کہ وہ لڑائی تھی ہی نہیں، بلوہ تھا اور بلوائی کسی کی نہیں سنا کرتے۔ ان کا تو مقصد فساد اور بگاڑ ہوتا ہے۔ الغرض دونوں طرف سے لڑائی بند کرنے کے اعلان کے باوجود سبائی اپنے مقصد کے حصول کے لئے کوشاں تھے۔

حضرت قعقاعؓ نے ابن دلجہ سے کہا: اونٹ کو ذبح کر دے۔ اس نے اونٹ کی پنڈلی کاٹ دی۔ اونٹ گر پڑا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے کہا اونٹ کو ذبح کر دو۔ ایک شخص نے اونٹ کو زخمی کر کے گرا دیا۔ حضرت علیؓ نے محمد بن ابی بکر سے کہا: ہودج کو اٹھالو اور اس پر خیمہ لگا دو۔ محمد بن ابی بکر اور حضرت عمارؓ نے ہودج کو اٹھایا اور ایک طرف رکھ دیا۔

کسی روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے کہا اونٹ کو ذبح کر دو، کسی روایت میں ہے کہ حضرت قعقاعؓ نے کہا، کسی روایت میں ہے کہ عبداللہ بن بدیل نے کہا۔ کسی روایت میں ہے کہ حضرت قعقاعؓ اور زفر نے ہودج کو اتارا۔ افسانہ کیا ہے تضادات کا مجموعہ ہے۔

حضرت علیؓ نے بصد اکرام و احترام حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کو مدینہ روانہ کر دیا۔ حضرت علیؓ نے دونوں طرف کے مقتولین کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان سب کے کٹے ہوئے اعضاء کو ایک قبر میں دفن کر دیا۔

حضرت علیؓ کا دونوں طرف کے مقتولین کا نماز جنازہ پڑھنا یہ بھی اس بات پر دلیل ہے کہ دونوں فریق آپس میں نہیں لڑے۔ وہ جنگ نہیں تھی کہ ایک فریق دوسرے کا دشمن ہوتا۔ وہ محض سبائیوں کا بلوہ تھا اور وہی دونوں طرف کے مسلمین کو قتل کر رہے تھے۔ اگر وہ دونوں آپس میں لڑتے تو کبھی ایک دوسرے کی خیر خواہی نہ کرتے۔ حضرت علیؓ کبھی حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کی وفات پر نہ روتے اور نہ کبھی اس واقعہ پر افسوس کرتے۔

تعجب ہے کہ جب دونوں فریق سبائیوں سے انتقام لینا چاہتے تھے تو پھر وہ آپس میں مل کیوں نہیں گئے؟ دونوں متحد ہو کر سبائیوں کا مقابلہ کرتے تو مسلمین کا نقصان برائے نام ہوتا۔ آخر یہ بات حضرت علیؓ کو کیوں نہ سمجھائی دی؟ اس کا جواب صرف یہ ہے کہ ناول میں ایسا ہو جایا کرتا ہے۔ ناول میں فرضی کہانیاں ہوتی ہیں، حقائق نہیں ہوا کرتے۔

واقعہ جمل اور افسانہ جمل دونوں سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہؓ کے درمیان جنگ نہیں ہوئی۔ وہ تو سبائی منافقین کا بلوہ تھا۔ سبائی مسلم کیسے ہو سکتے ہیں؟ کیا ام المومنینؓ کو قتل کرنے کی کوشش

کرنے والے مسلم ہو سکتے ہیں؟

نتیجہ و کامیابی

واقعۂ جمل سے تو معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کس حد تک اپنے مقصد میں کامیاب ہوئیں۔ واقعۂ جمل بہت مختصر ہے اور تفصیلات سے عاری ہے۔

افسانۂ جمل سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا بصرے کے سبائیوں کے سلسلہ میں پوری طرح کامیاب ہوئیں۔ بصرہ کے تمام سبائی (سوائے ایک شخص کے) سب قتل ہو گئے۔

کوفہ کے سبائیوں کے قتل کے سلسلہ میں پانچ ہزار کی تعداد اگرچہ مبالغہ آمیز ہے تاہم اس سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ کوفہ کے سبائی بھی کافی تعداد میں قتل ہوئے اور یہ بھی ایک حد تک کامیابی ہی ہے۔

الغرض حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کے ساتھیوں نے سبائیوں کا کافی حد تک قلع قمع کر دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کے اس اقدام سے ایک طرف تو یہ فائدہ ہوا کہ قاتلینِ عثمان رضی اللہ عنہ کافی حد تک قتل ہو گئے، دوسری طرف یہ فائدہ ہوا کہ آئندہ کے لئے مفسدوں اور فتنہ پردازوں کو عبرت ہوئی کہ خلیفہ کا قتل کوئی کھیل تماشا نہیں کہ جس پر قوم خاموش رہے اور کوئی ردّ عمل نہ ہو۔

الغرض حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کا یہ اقدام نہایت بابرکت، سبق آموز اور عبرت انگیز تھا۔ ان کا پردہ نشین اور صنفِ نازک ہوتے ہوئے قدم اٹھانا نہایت جرأت مندانہ اقدام تھا۔ انہوں نے قانونِ اسلامی کو نافذ کرنے کی جو کوشش کی خواتین کی حد تک وہ اپنی مثال آپ ہے۔

اللہ تعالیٰ اُن پر رحمتوں کی بارش برسائے۔

نوٹ: کیونکہ افسانۂ جمل ہی ثابت نہیں لہٰذا نتیجہ و کامیابی کے سلسلہ میں جو کچھ اوپر لکھا گیا وہ محض خیال آرائی ہے اور ثبت العرش ثم انقش کی رُو سے لایعنی ہے لیکن خرافات پسندوں اور افسانہ پرستوں کے لئے زیبِ داستاں ضرور ہے۔

مسعود احمد
امیرِ جماعت المسلمین

ہماری کتاب "تاریخ کا کفر" اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، اس کا مطالعہ کیجئے۔ "واقعۂ کربلا" اور "بلوۂ صفین" یہ دو تحقیقی کتابیں زیرِ کتابت و زیرِ ترتیب ہیں، ان کا انتظار کیجئے۔

"تاریخ الاسلام والمسلمین" کا تعارف

اسلام کے خلاف بہت سی سازشیں برپا ہوئیں۔ ایک سازش یہ بھی تھی کہ اسلام کی تاریخ کو مسخ کر دیا گیا۔ خود ساختہ واقعات کو رنگ آمیزی اور نمک مرچ لگا کر اس طرح پیش کیا گیا کہ پڑھنے والے اپنے اکابر کے متعلق بدظنی کا شکار ہو گئے اور جھوٹ سچ میں تمیز کرنا مشکل ہو گیا۔

موجودہ زمانہ میں اسلام سے بیزار کرنے کے لئے یہ چال چلی گئی کہ ان فرضی واقعات کو تاریخی حقائق کے نام سے متعارف کرایا گیا۔ یہ سازش اتنی کارگر ہوئی کہ اکثر لوگوں کے ذہن مسموم ہو گئے اس سازش نے جو فتنے پیدا کئے وہ یہ ہیں :۔

(۱) انکارِ حدیث کے لئے فضاء سازگار ہو گئی (۲) جب حدیث پر سے اعتماد اٹھ گیا تو قرآن مجید کی من مانی تاویلیں کی جانے لگیں اور (۳) خلافتِ راشدہ کو ملوکیت میں تبدیل کرنے کا ذمہ دار صحابہ کرام رضؓ کو ٹھہرایا گیا۔

یہ وہ فتنے ہیں جو ہماری غلط تاریخ کی وجہ سے وجود میں آئے۔ پہلے دور کی غلط کتبِ تاریخ کی بنیاد پر دوسری کتبِ تاریخ وجود میں آئیں۔ علماء نے اپنی تقریروں اور تحریروں میں انہیں کتبِ تاریخ کے افسانوں کو مستند سمجھ کر پیش کیا حالانکہ ان کے بطلان پر قرآنی آیات اور احادیثِ صحیحہ شاہد ہیں۔

قرآن مجید کے بعد صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا جو درجہ ہے وہ کسی پر مخفی نہیں لیکن افسوس ہے کہ تاریخ کے سلسلے میں بھی علماء نے ان کتابوں سے بے اعتنائی کا ثبوت دیا اور تاریخ کے ان واقعات کو بھی تسلیم کر لیا جو ان صحیح ترین کتابوں سے متصادم تھے۔ ایسی حالت میں کیا ایک ایسی تاریخ کی ضرورت نہیں جو روایتاً اور درایتاً صحیح ہو؟ "تاریخ الاسلام والمسلمین" ایک مختصر تاریخ ہے، صرف قرآن مجید، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی مستند احادیث سے ماخوذ ہے۔ یہ کتاب صرف تاریخ ہی نہیں بلکہ اسلام کے متعلق مفید معلومات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ اس میں توحید، رسالت، قیامت اور دیگر مسائل پر سیر حاصل مواد موجود ہے۔ مؤلف: مسعود احمد۔ اپنے شہر کے کتب فروش سے طلب فرمائیے۔ مسلم کتاب گھر ۲/۱۶۲ حسین آباد ۱ فیڈرل بی ایریا۔ کراچی ۳۸ فون ۶۳۲۴۱۰۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم	صرف ایک	یعنی	اللہ تبارک وتعالیٰ	اللہ کے سوا کوئی نہیں
ہمارا امام	صرف ایک	یعنی	محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	فرقہ وارانہ امام نہیں
ہمارا دین	صرف ایک	یعنی	اللہ کا پسند کردہ دین اسلام	فرقہ وارانہ مذہب نہیں
ہمارا نام	صرف ایک	یعنی	اللہ کا رکھا ہوا نام : مسلم	فرقہ وارانہ نام نہیں
بنیادِ محبت	صرف ایک	یعنی	اللہ تعالےٰ سے تعلق	دنیوی تعلقات نہیں
وجہ افتخار	صرف ایک	یعنی	ایمان باللہ العظیم	وطن اور زبان نہیں

جماعت المسلمین کی مطبوعات

- تفسیر قرآن عزیز .... (جلد اوّل تا ششم) (سورہ مؤمنون تک)
- توحید المسلمین .... (توحید کے موضوع پر ایک جامع کتاب)
- صلوٰۃ المسلمین ..... (نماز کی مکمل کتاب مع اعتراضات وجوابات)
- حج المسلمین .... (قرآن مجید وصحیح احادیث سے ماخوذ) • دعوات المسلمین ..... (مسنون دعائیں)
- منہاج المسلمین .... (اسلام کا ضابطۂ حیات) • برہان المسلمین ..... (فتنۂ انکارِ حدیث کا جواب)
- تفہیم الاسلام .... (ڈاکٹر غلام جیلانی برق کی کتاب دو اسلام کا جواب)
- تلاش حق ...... (معیارِ حق کے بارے میں ایک رہنما تصنیف) • التحقیق فی جواب التقلید (تقلید کا ردّ)
- ذہن پرستی .... (ادیان اجداد کا ذہن پر اثر۔ شرک کی ایک قسم)
- صحیح تاریخ الاسلام والمسلمین .... (ماخذ صرف قرآن مجید، صحیح بخاری، وصحیح مسلم) ضعیف احادیث سے پاک سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین کے حالات، ایک ہزار صفحات سے زائد صحیح ترین تاریخ۔
- تاریخ مطوّل .... {حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر خلافتِ عثمانیہ (ترکیہ) تک کے صحیح ترین اور مستند حالات (زیر ترتیب)}

پتہ :- مرکزی مسجد المسلمین
کھوکراپار، گیلان آباد ۲/۱ نمبر، نزد ملیر، کراچی۔